العطایا الاحمدیہ
فی
فتاویٰ نعیمیہ
صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خاں نعیمی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۰ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

مجموعہ

العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ

۱۳۹۶ھ و ۱۹۷۶ء

جلد چہارم

مصنفہ

مفتی دار العلوم غوثیہ نعیمیہ و شیخ الحدیث

صاحبزادہ اقتدار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

ملنے کا پتہ نعیمی کتب خانہ گجرات

ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۹ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۵۰۸۵ - ۷۲۲۱۹۵۳

نام کتاب ـــــــــــــــــ العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ

جلد ـــــــــــــــــ چہارم

نام مصنف ـــــــــــــــــ صاحبزادہ اقتدار احمد خان قادری اشرفی

اشاعت ـــــــــــــــــ نومبر ۱۹۹۹ء

تعداد ـــــــــــــــــ ۱۱۰۰

کتابت ـــــــــــــــــ سیف اللہ شاہد کاتب حضرت کیلیانوالہ

ہدیہ ـــــــــــــــــ

ناشر ـــــــــــــــــ نعیمی کتب خانہ گجرات
ضیاء القرآن لاہور

ملنے کا پتہ

نعیمی کتب خانہ احمد یار خان روڈ گجرات پاکستان

دوسرا فتویٰ۔ نعلین پاک کے نقشے پر بسم اللہ لکھنا یا۔ اللہ لکھنا یا کوئی آیت وحدیث شریف لکھنا شرعاً قطعاً ناجائز اور بے ادبی ہے۔ نہ دائیں نہ بائیں نہ نیچے نہ اوپر کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا اسم پاک نہ لکھا جائے جو شخص جانتے بوجھتے سمجھتے عقل رکھتے ایسی گستاخی کرے وہ گمراہ ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلے میں کہ پاکستان کے ایک نوعمر بزرگ جیلانی صاحب نے آقاءِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشۂ نعلین پاک بہت کثیر تعداد میں چھاپ کر بہت سے شہروں میں شائع کیا ہے مختلف سائزوں میں اس کو مختلف قیمت سے فروخت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جس کو لوگ تبرکاً خریدتے ہیں۔ ہم کو بھی بوجہ اہل سنت ہونے کے اس ہی نقشۂ نعلین پاک سے عقیدۃ و محبت و احترام ہے۔ لیکن جب ہم نے اس کو خریدا تو ہم خوف الٰہی سے کانپ گئے ڈر گئے کیونکہ جوتی مبارک کے نقشہ اور اردگرد نیچے اوپر اللہ مولیٰ تعالیٰ کا نام اور قرآن مجید کی آیت پاک پوری بسم اللہ شریف لکھی تھی کچھ اشعار بھی تھے۔ یہاں کے سب لوگ جیلانی کی اس بات اور اس حرکت پر سخت ناراض ہیں۔ دیوبندی مولوی لوگ توصاف کہتے ہیں کہ یہ شخص بریلوی ہے اور بریلوی سب ہی گمراہ اور گستاخ ہوتے ہیں ہم لوگ بریلوی اہل سنت ہونے کی وجہ سے اُن کی اس بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ ابھی تک تو ہم لوگ وہابیوں کو گستاخ بے ادب کہہ کر عوام مسلمانوں کو ان سے بچایا کرتے دور ہٹایا کرتے تھے اب اُن کے ہاتھ نقشہ آگیا ہے اور وہ ہمارے عوام کے گھروں میں جاجاکر دکھاتے ہیں کہ دیکھو تم ہم کو بے ادب کہتے ہو دیکھو بریلویوں کی یہ گستاخانہ کفریہ حرکت۔ اور یہ بات عوام کے دل میں جلدی بیٹھ جاتی ہے۔ اور دیوبندیوں وہابیوں کی اس چرب زبانی سے عوام اہل سنت کے گمراہ ہونے کا سخت خطرہ ہے بلکہ بہت سے لوگ یہ نقشہ دیکھ کر توبہ کرتے اور ہم سے نفرت اور طعن وتشنیع کرتے ہیں چونکہ اس علاقے میں ہم ہی چند احباب اہل سنت بریلوی

جماعت کے مبلغ مشہور ہیں اس لیے ہم ہی اُن کے طعنوں اور بُری بھلی باتوں کی زد میں آتے ہیں۔ اِس نقشے کی وجہ سے اب تو ہماری اپنی جماعت میں گروہ بندی اور انتشار پیدا ہوتا جا رہا ہے غرضیکہ جیلانی کی اس حرکت نے معاشرے میں فساد کا بیج بو دیا ہے۔ جس سے سخت پریشانی ہے مجبور ہو کر ہم سب کے مشورے سے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض گزار ہیں کہ ہم کو شریعتِ اسلامیہ کا ٹھوس مضبوط مکمل اور مدلّل بدلائلِ قرآن و حدیث فتویٰ عطا فرمایا جائے اور بتایا جائے کہ پاکستان کے یہ بزرگ صاحب آپ نے اس کام میں صحیح ہیں یا غلط اگر غلط ہیں تو کیا یہ جیلانی شخص جو اس وقت بہت سے لوگوں کا پیر بھی بنا ہوا ہے گمراہ ہے یا جاہل۔ اور ایسے شخص کو اپنا رہنما پیر مرشد یا امام بنانا جائز ہے یا نہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا منع۔ آپ ہمیں جاندار جلد پہلی فرصت میں جواب عطا فرمائیں ہم اس فتوے کو انشاء اللہ تعالیٰ پورے پاکستان میں شائع کرینگے۔ بیّنوا توجروا۔

دستخط سائل۔ بندہ غلام علی توکلی مجددی ساکن حال راولپنڈی ۱۱/۵/۹۳
و دیگر سائلان

(نوٹ) یہ سوال تین جگہ سے ہمارے پاس آیا ہم نے یہی جواب سب کو اسی کی نقل دی۔

بِعَونِ العَلَّامِ الوَهَّاب

الجواب

قانون شریعت کے مطابق نقشۂ نعلین پاک جس کو مدت دراز سے بہت معتبر تاریخی روایات کے مطابق آقائے کائنات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جوتی مبارک سے مشابہتی نسبت دی جاتی ہے اور جس کے حقیقی دلائل میں ایک دلیل یہ بھی تجربہ شدہ ہے کہ اِس کے توسّل سے بارگاہِ الٰہیہ میں بہت سی دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ اور بہت سے مشکل کام بآسانی انجام پذیر ہوئے۔ بلکہ اس نقشۂ نعلین پاک کا توسّل اسلامی استخارے کے لیے بھی اِکسیر ثابت ہوا ہے۔ اور یہ صرف عقیدت کی بات نہیں حقیقت کی انتہا

تک پہنچی ہوئی ہے جس کا تحریری ثبوت نامہ یہ ہے کہ پیشواءِ دیابنہ مریدازمریدانِ تھانوی شیداءِ ابنِ قیم جناب اشرف علی صاحب تھانوی وہابی ہونے کے باوجود نقشۂ نعلینِ پاک کے توسل کے قائل مجرب ہونے کے معترف ہیں۔ یہ نقشہ سرور کائنات کی جوتی مبارک کے مشابہہ ہونے کی وجہ سے رؤس المومنین ومقبول المسلمین کے لیے تاجِ رفعتِ شاہانہ ہے۔ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے تو صرف اصل استعمالی جوتی پاک کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

مگر ہم جیسے محرومان حرمان نصیبوں کے لیے یہ نقشۂ مبارک جو کسی بھی کاتب کے قلم اور کسی بھی پریس کی طباعت سے فوٹو ہو۔ تاج داری تاج بلکہ مجرب مشکل کشا اور حاجت روا ہے بلکہ صحابہ تابعین تبع تابعین علما ائمہ مشائخ اولیا غوث وقطب ابدال واوتاد کے لیے بھی یہ نقشۂ نعلین پاک وسیلۂ عظمٰی ہے اور باعث قربِ بارگاہ اسی لیے سب پر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تشبیہی نسبت کا احترام واجب ہے بعض بزرگان علیہم الرضوان تو اس کو بے وضو ہاتھ بھی نہیں لگانے کیا شان کمال ہے نسبتِ تشبیہی کی کہ ایک کاتب ایک مصور اپنے قلم سے چند لکیریں ڈالتا ہے اور وہ لکیریں نقشۂ نعلینِ پاک بن جاتا ہے تو وہی نقشہ عین اصلِ نعلین مبارک کی طرح اہلِ ایمان غوث وقطب کے سروں کا تاج بن جاتا ہے۔ یہ کیوں ہے۔ صرف اس لیے کہ ہر چیز کا نقشہ اصل چیز کی مثل حکم رکھتا ہے۔ اور دینِ اسلام میں تو مشابہت نسبت کا بہت ہی دخل ہے۔ یہاں تک کہ انسان حیوان جمادات ونباتات۔ بلکہ قوانینِ اسلامیہ کے حلال حرام جائزناجائز تعظیم وتحقیر۔ اعلٰی ادنٰی۔ گھٹیا بڑھیا۔ عزت وذلت دنیا وآخرت غرض کہ ہر چیز میں مشابہت اصل کے ساتھ ساتھ ایک ہی حکم میں چلتی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس فصل دوم ص۳۷۵ پر بحوالہ مسند احمد اور ابوداؤد شریف ہے وعنہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ آقائے کائنات حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دنیا میں جس

قوم کی مشابہت کی وہ اسی قوم میں شمار کیا جائے گا یعنی جو شخص اپنے اعمال وافعال کردار اخلاق لباس چال ڈھال ذھن پر جس شخص کا نقشہ بنائے گا مذہبی یا رواجی وہ مشابہت کرنے والا شخص اسی مشبہ شخص کے حکم اور مثل میں شمار ہوگا مثلاً ایک کافر ہر وقت مسلمانوں جیسا بنا رہتا ہے تو رب تعالیٰ کو اس کی یہ ادا محبوب ہو جاتی ہے اور آخر کار اس کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ اس طرح اگر کوئی نعوذ باللہ مسلمان ہو کر سکھ یا ہندو یا عیسائی کی طرح طرز زندگی بنا لیتا ہے اپنے کسی بھی طریقے سے اسلام ظاہر نہیں کرتا تو شرعاً قانوناً رواجاً ظاہراً عیاناً اس کو اسی قسم کا غیر مسلم ہی سمجھا جائے گا اور اس کے لباس کلام کی وجہ سے اس کو اسی قوم پر قیاس کر کے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے قہر الٰہی سے اس کا قلب بھی اسی کے مشابہ کر دیا جائے۔ یا کم از کم لعنت کا مستحق تو ہو ہی جائے گا (العیاذ باللہ تعالیٰ) چنانچہ بخاری شریف جلد دوم ص۸۷۴ پر ہے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ ترجمہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمادی اُن مردوں پر جو اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنائے رکھیں ثابت ہوا ان دونوں حدیثوں سے کہ شریعت میں کسی کا نقشہ بنانا اور اس کی مشابہت اختیار کرنا اُسی کے حکم میں ہے اسی ناجائز مشابہت پر اور ناجائز نقشے پر لعنت کی وعید شدید وارد ہوئی یہ بھی ثابت ہوا کہ نقشہ کو اصل پر ہی قیاس کیا جائے گا۔ اگر اصل اعلیٰ ہے تو نقشہ بھی اعلیٰ اور اصل حقیر شمار کیا جاتا ہے تو اس کا نقشہ فوٹو تصویر بھی حقیر ہی ہوگا۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں مثلاً اگر کوئی پنسل سے چند لکیریں بنائیں اور وہ لکیریں پھول کا نقشہ بن جائیں تو اس کاغذ کو ہر شخص پسند کرتا ہے سر اور جسم۔ تکیے اور دیواروں پر سجاتا ہے بلکہ کاغذ کے پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے جاتے ہیں اسی طرح اگر کوئی نقشہ نویس چند لکیریں ڈالے اور وہ لکیریں کسی حیوانی انسانی چہرے کا ناک نقشہ بن جائے تو وہ نقوش حرام ناجائز بنانے والا گنہگار جہنمی اور وہ نقشہ مومن کے گھر دکان مسجد میں ٹانگنا سجانا سخت منع اس کی تعظیم حرام مثل شرک اس کے سامنے نماز پڑھنا باطل

جس گھر میں ہو بارشاد حدیث مقدسہ رحمت کے فرشتے نہ آئیں جس کمرے میں ایسی فوٹو ٹنگی ہو اُس میں نماز مکروہ۔ ذکر تلاوت ختم ایصال ثواب درست نہ ہو۔ آخر کیوں اِس چند لکیری نقشے کا کیا قصور ہوا کہ اتنی برائیاں نمودار ہوگئیں صرف یہی کہ وہ بت اور مورتی کا نقشہ ہے اور نقشے کو اصل ہی کا نام دیا جاتا ہے اور اِن جانداری نقشوں کی وجہ سے وہ مُصوِّر اور فوٹوگرافر بُت تراش وبُت شکن وبُت ساز مانا گیا اور وہ تصویروں سے سجا ہوا کمرہ یا گھر مندر و بتخانہ بن گیا یہ صرف شریعتِ پاک ہی کے احکام وقانون نہیں بلکہ عرفِ عام میں نقشے کو اصل کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ جلد دہم ص۴۵ مطبوعہ اکیڈمی المجدد رضا دار العلوم مجددیہ کراچی میں مجدد بریلوی فرماتے ہیں۔ اور حرام جانور کی تصویر میں ایک شنیع وبد نسبت کھانے والے کی طرف ہوگی کہ اہل عرف تصویر کو اصل ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ تو مثلاً تصویر کا کتا کسی نے کھایا تو اسے یہی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے کتا کھایا۔ (الخ) یہ مسئلہ اس طرح ہے کہ کسی شخص نے اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مسئلہ پوچھا کہ کچھ دکان دار لوگ شکر کے کھلونے بناتے ہیں جن میں حرام حلال جانوروں کی مورتیں تصویریں بناتے ہیں تو کیا یہ تصویریں مسلمانوں کو خریدنی اور کھانی جائز ہیں یا نہیں۔ اعلحضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تصویر کو اصل ہی کا نام دیا جاتا ہے۔ اِن تمام دلائل عقلیہ نقلیہ عُرفیہ سے ثابت ہوا کہ ہر نقشہ کو اصل پر ہی قیاس کیا جائے گا۔ لہٰذا نقشہ نعلین کو بھی جوتی ہی کا حکم دیا جائے گا اور دنیا بھر میں جس کسی کی جوتی کا جو مقام ہوگا اُس کے نقشہ کو بھی وہی مقام دیا جائے گا۔ مثلاً شاگرد کے لیے اُستاد کی مرید کے لیے پیر کی بیٹے کے لیے والد کی والدہ کی جوتی کا جو احترام ہے وہی اُس کے نقشے کا بھی اور اِن تمام سے بڑھ کر اُمتی کے لیے انبیاء کرام علیہم السّلام کی جوتی مبارک کا۔ جو احترام ہے وہی ان کے نقشۂ نعلین کا ہے بلکہ اصل جوتی کا درجوں زیادہ مرتبہ ہے اس کے نقشے سے اس طرح جو جوتی جس کے لیے حقیر ہے اس کے لیے اس کا نقشہ بھی حقیر کیونکہ بقول اعلحضرت نقشے کو اصل ہی کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ بلا نسبت ہر جوتی حقیر ہی ہوتی ہے خواہ وہ نئی ہو یا پرانی استعمالی

ہو یا غیر استعمالی۔ اُس کی عزت صرف ان کے لیے ہی اُن کی نسبت کی بنا پر ہوتی ہے جو شخصیات لوگوں کے لیے قابلِ عزت ہوں یعنی نبی ولی عالم استاد شیخ کی نعلین صرف امتی مرید شاگرد کے لیے ہی محترم ہوگی نہ کہ ان کے بڑے کے لیے نسبت کی بھی کیا نرالی بات ہے کہ ایک چمڑے سے کچھ حصہ کا ٹکر قرآن مجید کی جلد بنادی تو غوث و قطب اس کو چوم رہے ہیں اور اسی چمڑے کے کچھ حصہ سے جوتی بنادی تو ہر نظر میں حقیر و ذلیل۔ اور قرآنِ کریم کے قریب لانا تو در کنار کسی عظیم دینی یا دنیوی انسان کے قریب بھی نہیں لائی جاسکتی۔ کتنی عام سی بات ہے کاغذ کے پھول بنا کر کسی کے گلے میں ڈالا تو اس کی عزت افزائی ہے اسی کاغذ کی جوتی کا نقشہ گلے میں ڈالا تو تحقیر و تذلیل۔ اِن عام فہم شرعی منقولی معقولی حدیث و فقہ کے دلائل کی بنا پر ہی ہم نے اِس استفتا کے مختصر جواب سے جیلانی صاحب کو آگاہ کرتے ہوئے نصیحت کی کہ نقشہ نعلین پاک پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھنا سراسر گستاخی اور گمراہی ہے اس لیے اس فعلِ شنیع سے باز آجاؤ اور آئندہ کے لیے توبہ کرو، نقشہ ضرور چھاپو مگر بالکل سادہ بغیر کسی تحریر و آیات و اسماءِ الٰہیہ کے۔ مکمل فتویٰ لکھنے سے پہلے ہم نے ان کو تین وجوہ سے سمجھانا ضروری جانا۔ پہلی وجہ یہ کہ محترم جیلانی صاحب اگرچہ عمر میں بقولِ خود اُن کے مجھ سے بہت ہی چھوٹے ہیں مگر میں ان کا اس لیے بہت احترام کرتا ہوں کہ فی زمانہ وہ اِس وقت خدمتِ اہلِ سنت میں بہت عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ سچے محسنِ اہلِ سنت ہیں رب تعالیٰ نے ان کی بہت بڑی ڈیوٹی لگائی ہے میں اُن کے لیے اکثر محافل و مجالس میں طولِ بقا کی دعا کرتا ہوں۔ اِس انتشار و افتراق و خلفشار کے دورِ بے تمیزی میں ان کی ذات والا صفات نوجوانانِ اہلِ سنت کے لیے سایۂ عاطفت ہے۔ میری اُن سے ایک ملاقات ایک دفعہ ہی ہوئی ہے میں نے ان کو خلوص و انکسار عجز و احترام کا پیکر پایا اسی ملاقات میں جیلانی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ یہ ہماری دوسری ملاقات ہے بقول جیلانی صاحب پہلی ملاقات ۱۹۷۰ء جنوری میں کراچی بندرگاہ پر اُس وقت ہوئی تھی جب ہمارے استاد محترم نے ہم سے فرمایا کہ دنیاءِ اہلِ سنت کے مفکرِ اسلام حضرت حکیم الامت

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان حج سے واپس آ رہے ہیں
اُن کی زیارت اور اُن سے دعا کے لیے بحری اڈے پر چلنا ہے ہم چند طالب علم
مع استاد محترم آپ کی زیارت سے بندرگاہ پر مشرف ہوئے اور آپ نے سب
سے ملاقات و دعا کے بعد میرے متعلق فرمایا تھا کہ اس طالب علم کے جسم سے مجھ
کو مدینہ منورہ کی خوشبو آتی ہے۔ تو حضرت قبلہ آج میں وہی جیلانی ہوں۔ یہ تھے
وہ الفاظ جو جیلانی صاحب نے اپنی یادداشت کے مطابق پہلی ملاقات کے بارے
میں بتائے۔ اگرچہ مجھے کچھ یاد نہیں رہا تھا۔ اس لیے آج ان استفتا کے جواب
سے پہلے احتراماً اُن کو آگاہ کرنا ضروری تھا کہ انسان آخر انسان ہے غلطی اور لغزش
یا کسی وجہ سے دھوکہ کھانا انسانی فطرت ہے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ کے
مصداق سمجھانا فرض بنتا ہے دوسری وجہ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیلانی صاحب
کو اس حرکت نازیبا اور فعلِ بیہودہ کا علم نہ ہو اُن کی بغیر اجازت اُن کے عملے نے
ایسا کیا ہو اس لیے ہمارا یہ خط اُن کے علم میں لانے کی ایک اطلاع بن جائے اور
فتویٰ لکھنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ تیسری وجہ۔ بطورِ مفتی برِ اسلام ہونے کے
مجھ پر فرض بنتا ہے کہ سائل مدعی نے اپنی استفتا میں جس کو مدعیٰ علیہ بنایا ہو
اُس کے خلاف شرعی فیصلہ و فتویٔ اسلامیہ جاری کرنے سے پہلے اس کو مطلع کرنا
بحکمِ شریعت لازم وواجب ہے۔ تا کہ اسلامی جج مدعیٰ علیہ کے مؤقف سے بھی
واقفیت حاصل کرے اور اس کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقعہ ملے۔ کیونکہ یک
طرفہ فتویٰ دینا ظلم اور گناہ اور مفتی کی جہالت ہے ایسے یک طرفہ فتویٰ دینا ظلم
حق تلفی کی بنا پر عدالتِ اسلامیہ کے وقار کو مجروح کرتے اور گمراہی پھیلاتے ہیں
خاص کر مفتیانِ اسلام کو اس زمانے میں لازماً یک طرفہ فیصلوں فتووں سے بچنا
چاہیئے مدعی کا بیان غلط و اتہام ناجائز بھی ہو سکتا ہے۔ ہم نے اپنا یہ اطلاعی
خط مع اپنے شرعی موقف کے بذریعہ مستفتی جیلانی صاحب کو بھیجا جس کا
جواب بہت دنوں کے بعد بمبئی کے دو غلط فتووں کے ساتھ اور جیلانی صاحب
کا ایک اپنا خط ہم تک پہنچا جس کے طرزِ تحریر میں تین انداز اختیار کئے گئے پہلا
اندازِ احترام دوسرا انداز جذباتی وغصیلہ تیسرا اپنے پر لگے ہوئے اتہام کا اعتراف

اور اُس کی صحت پر غیر علمی فکری عقلی ضد اور اصرار اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے گستاخ موقف پر کمزور دلائل۔ جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل سطور میں کچھ اس طرح ہے ۱؎ بمبئی کا فتویٰ ۱؎ بمبئی کے کسی طالب علم نے فتویٰ لکھا کہ نقشۂ نعلین پاک پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھنا جائز ہے دلیل یہ ہے کہ دیکھو یہاں انڈیا میں اخبار چھپتے ہیں جن میں اکثر ایسے اشتہارات چھپتے رہتے ہیں کہ مکمل عام جوتوں کا نقشہ تصویر بنی ہوتی ہے اور جوتوں کے دکاندار نے اُس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا انشاء اللہ تعالیٰ لکھوایا ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اخبار کے ایک طرف جوتے کا اشتہار بمع تصویر ہوتی ہے اور دوسری طرف بالمقابل اُسی جگہ (یعنی جوتے کے تلے کے نیچے) کسی دوسرے مضمون یا اشتہار میں کوئی آیت یا اللہ کا نام لکھا ہوتا ہے۔ جب یہ جائز ہے تو نعلین پر کیوں ناجائز ہوگا۔ دوسرا فتویٰ۔ بمبئی ہی کے کسی نووارد سے اِن ہی جیلانی صاحب نے لکھوایا جس میں بھی اِس گمراہ و گستاخی کو جائز کہتے ہوئے دلیل یہ لکھی کہ دیکھو تابوتِ سکینہ میں جن کا ذکر قرآنِ مجید میں ہے۔ اِس میں توریت کی تختیاں بھی تھیں اور موسیٰ و ھرون علیہما السّلام کی جوتیاں بھی تھیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ توریت کی تختیوں پر۔ جب وہ جوتیاں رکھنا جائز ہے تو نقشۂ نعلین پر اللہ کا نام یا آیت کیوں ناجائز ہوگا۔ اس کے بعد جیلانی صاحب کا خط مختصراً اس طرح ہے۔ سگِ مدینہ جیلانی کی جانب سے نبیرۂ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت وغیرہ وغیرہ وغیرہ اقتدار احمد خان صاحب دامت۔۔۔ کی خدمت میں مرکزِ تجلیات مدینۃ المرشد بریلی شریف کی پُر بہار فضاؤں کی برکتوں سے مالا مال جھومتا ہوا سلام۔ اس خط کے پورے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے۔ مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ غالبًا سگِ مدینہ سے مراد بھی مدینۃ المرشد ہے اور تمام حاشیے سے مراد بھی مدینۃ المرشد ہے۔ حالانکہ با ادب علما فرماتے ہیں کہ آقاءِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر پاک کا نام جب سے مدینہ (المنورہ) رکھا گیا ہے اُس کے بعد سے کسی بھی شہر کا نام مدینہ رکھنا یا مدینہ کہنا اخلاقًا جائز نہیں یہ تقویٰ قلبی ہے اور اگر جیلانی صاحب کی مراد سگِ مدینہ۔ اور حاشیہ کے مدینہ مدینہ سے مراد بلدُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو پھر اُس بلدِ مقدس کو مدینہ منورہ کہنا واجب ہے صرف مدینہ کہنا یا لکھنا گستاخی

اور بے ادبی ہے خفیفت ہے کہ یہ سب کیاں کمزوریاں علمی فقدان عقلی معدومی کی وجہ سے ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ آپ کی ایک تحریر کا عکس موصول ہوا جس میں تمثالِ نعلِ اقدس پر اسماءِ الٰہیہ۔ لکھنے کو آپ نے گمراہی وکفر یہ عقیدت اور گستاخی بے ادبی قرار دیا ہے اس کے جواب میں سگِ مدینہ نے یہ فتاوٰی حاصل کئے ہیں اور میرے پاس مندرجہ ذیل دلائل اِس کے جواز پر موجود ہیں۔ دالخ) خیال ہے کہ نقشۂ نعلین کو جیلانی صاحب نے نعلِ اقدس کا لقب دیا ہے حالانکہ کسی بھی جوتی کو اگرچہ وہ اصل جوتی ہو جو اپنی بڑی عظیم نسبت میں نقشے وتمثال سے درجوں بلند ہے اس لیے کہ نسبت کا جو قرب اصل استعمالی جوتی کو حاصل ہے وہ نقشے وتمثال کو حاصل نہیں اُس کو بھی اَقدَس یا مقدّس کہنا جائز نہیں خود آقاءِ کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم کی جوتی شریف کو اُقدس یا مُقدس کہنا جائز نہیں یہ مسئلہ قرآنِ مجید کی اس آیتِ کریمہ سے مستنبط ہوا۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ دالخ) پ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲ ترجمہ اے موسیٰ اپنی جوتیں اتار دو۔ بے شک تم مُقدّس وادیِ طویٰ میں ہو۔ ہمارا یہ استدلال اِس آیتِ کریمہ کے اقتضاءُ النص سے ہے یعنی موسیٰ علیہ السّلام کی اصلی جوتی شریف جس کو قربِ نبوت کی نسبت کا شرف بہت زیادہ حاصل اور موسیٰ علیہ السّلام خود بھی نبی مُرسَل اُولُوالعَزمُ صاحبِ کتاب کلیم اللہ رسولُ اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہیں مگر اُن کی نعلین شریف مقدّس اور اقدس نہیں۔ بلکہ وادی مقدس ہے اس لیے اتروائی گئی وادی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے یعنی یہ جوتی وادی کے لیے معزز نہیں ہے۔ اس طرح دیگر انبیا بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک یا تمثال کو مقدس کہنا جائز نہیں اَقدس تو اُس سے بھی زیادہ بڑا لقب ہے۔ ہاں پاک طاہر مطہر۔ مکرّم محترم۔ شریف کا لقب دیا جانا چاہیئے۔ وَاللہُ اَعلَمُ بِالصّواب محترم جیلانی صاحب آگے لکھتے ہیں۔ پہلے مجھ کو تم سے بہت عقیدت اور محبت تھی اور میں تم کو علمی گھرانے کا ایک صاحبِ علم شخصیت سمجھتا تھا مگر تمہارے تمثال نعلینِ شریف پر اللہ کا نام اور قرآن کی آیت لکھنے کو گستاخی بے ادبی کہنے سے اور مجھ کو منع کرنے سے میری دل سے تمہاری ساری عقیدت ختم ہو گئی۔ اِس سے آگے جیلانی صاحب اپنے دلائل لکھتے ہیں۔ دلیل ۱، فاروقِ اعظم نے صدقہ وزکوٰۃ

کے جانوروں کی رانوں پر حُبِیْسٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ داغ فرمایا تھا۔ جب جانوروں کی رانوں پر اللہ کا نام لکھنا جائز تو جوتی شریف کے نقشہ پر بھی جائز حالانکہ رانوں پر لید پیشاب گوبر جیسی پلیدی کا زیادہ احتمال بلکہ وقوع یقینی اور جانور بذاتِ خود بھی حلال وحرام ہوتے ہیں مثلاً اونٹ گائے بکری اور گھوڑا، خچر، گدھا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نقشۂ نعلین پر بدرجۂ اولیٰ جائز ہوا۔ ہاں البتہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ آپ کی جوتی شریف پر نامِ الٰہی یا بسم اللہ شریف لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے۔ دلیل ۲ دارمی میں بروایت مالک بن اسمٰعیل عَنْ مَنْدَلُ بِنْ عَلِی اَلْعَنْزِی عَنْ جَعْفَرَ بِنْ اَبِی مُغِیرَہ عَنْ سَعِید بِنْ جُبَیْر ہے کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا انہوں نے کاغذ پر ایک مضمون لکھنا شروع کیا کاغذ کم پڑ گیا تو انہوں نے بقیہ مضمون کے لیے میری جوتیوں کو اُلٹا کیا اور جوتیوں کی پشت پر لکھا۔ یہ جوتیں سعید بن جبیر کے استعمال میں تھیں اور پہنکر آئے تھے دلیل ۳ اصلی استعمال جوتی پر نقشہ اور قلم سے بنے ہوئے تمثال کو قیاس کرنا قیاس مَعَ الْفَارِق ہے۔ جو یقیناً غلط ہے۔ اصل جوتی مبارک پر لکھنا منع ہے مگر نقشۂ نعلین پر نامِ الٰہی لکھنا جائز ہے۔ دلیل ۴ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہماری نیت اِس لکھنے سے بسم اللہ شریف کی توہین کرنا نہیں۔ بس یہ تھیں وہ کمزور بیکار اور خود اِن کے اپنے اس غلط عقیدے کے لیے نقصان دِہ دلیلیں جن کے سہارے پر انہوں نے اِس بے ادبی گستاخی کا ارتکاب کیا۔ اور اپنے ان چار دلائل میں یہ ظاہر نہیں فرمایا کہ یہ دلائل انہوں نے کہاں سے اخذ یا نقل کئے ہیں ان دلیلوں کو دیکھ کر کم از کم ہم نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے مخاطب جیلانی صاحب جاہل یا بے علم کم عقل نہیں ماشاءاللہ پڑھے لکھے اور صاحبِ نظر ہیں عربی دینی کتب زیرِ مطالعہ ہیں رہا دلائل سے لغزش کھا جانا تو یہ ایک انسانی فطرتی کمزوری ہے۔

بہرحال ہم اُن کے اِس خط سے ان کی علمیت کے معترف ہو گئے تھے اور غالباً نسبتِ دلائل کی پردہ پوشی سے یہی علمی دھاک بٹھانا ان کا مقصد تھا وہ ان دلائل میں حق بجانب تھے مگر اُن کو دلائل کی کمزوری کا احساس نہ ہوا حالانکہ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے عظمتِ الٰہیہ کا معاملہ ہے ورنہ ہم بھی اِن سے درگزر کر جاتے مگر کاتمِ العِلْمِ ملعون کی وعید یاد ہے کہ کم علم تو لغزش کرتے ہی ہیں لیکن علماء سے بھی چشم

پوشیاں اور لغزشیں ہو جاتی ہیں خواہ آں ہوں یا ما و شما۔ لیکن جُہلا و علماء میں فرق یہ ہے
کہ بے علم اپنی لغزش پر ضد و اصرار کرتا ہے جب کہ علماءِ حق پسند رجوع سے آخرت
سنوارتے ہیں اسی فکر کی بنیاد پر ہم نے اِس جوابُ الجواب خط اور دونوں فتوؤں کی علمی
فکری استدلالی کمزوریاں ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ چند آیات و احادیث اور تاریخی
واقعات سے یہ ثابت کرتے ہوئے اُن کو پھر خط لکھا۔ کہ ہمارے ان دلائل کی روشنی
میں اسماءِ باری تعالیٰ کے ساتھ اور آیتِ قرآنِ مجید سے ایسا گستاخانہ سلوک اور بے
بے ادبانہ برتاؤ کرنا آپ کو جہنم کی آگ سے نہ بچا سکیں گے اور آپ کے یہ سب
دلائل اور فتوی میدانِ قیامت و قبر و حشر میں کام نہ آسکیں گے اپنے اسی ہی خط
میں ہم نے اپنے جیلانی صاحب پر کچھ سوالات بھی قائم کیئے اور لکھا کہ یا ان سوالات
کے جوابات دے کر اپنی کمزوریوں کی مضبوطی ثابت کرو اور یا آئندہ کے لیے اس
طرح کی گستاخی بے ادبی سے توبہ و رجوع فرماؤ۔ اور صرف سادہ صاف بغیر کچھ
لکھے نقشہ طبع فرمایا جائے۔ اور ہم نے اُن کو اپنے اِس دوسرے خط میں یہ بھی
لکھا کہ آپ اِس کے جواب میں جلدی نہ فرمائیں بلکہ اچھی طرح اپنے ہم خیال تمام علما
فقہا سے مشورہ کر کے جواب لکھیں بلکہ ہم کو بھی ہمارے سوالات و اعتراضات کی
کمزوریوں سے آگاہ و مُطلع فرمائیں بحمدہٖ تعالیٰ مجھ کو کسی موقعہ پر آپ ضدی یا متعصب
نہ پاؤگے نہ مجھ کو حق کی جانب رجوع سے شرمساری ہوتی ہے۔ یہ میرا ذاتی مسئلہ
نہیں بلکہ حرمتِ اسماءِ مقدسات و عزتِ آیاتِ مطہرات کا سوال ہے۔ ہمارے
اس خط کے جواب میں بہت دنوں کے بعد جیلانی صاحب کا جواب تشریف لایا
جس کا مختصر خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔ جناب مولوی اقتدار احمد صاحب سلام
مسنون میرے خط کا جواب مجریہ ۵ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ میرے نام وصول ہوا جس
میں میرے بھیجے ہوئے فتاویٰ اور میرے خط میں لکھے ہوئے دلائل کا آپنے
رَدّ کرتے ہوئے مزید کچھ عقلی دلائل دیئے ہیں اور کچھ مجھ پر سوالات کئے ہیں
جواباً عرض ہے کہ میں نے جو دلائل لکھے تھے وہ دراصل میرے نہیں بلکہ امام
اہل سنت عظیم البرکت مجددِ دین و ملت پروانۂ شمع رسالت مولینا شاہ امام
احمد رضا خان علیہ الرحمۃ و رحمۃ الرحمٰن کے فتاویٰ رضویہ جلد دھم ص ۵ سے نقل کر کے

بھیجے تھے اگر یقین نہ آئے تو میں اُس صفحہ کا فوٹو کاپی ساتھ ہی بھیج رہا ہوں اگر اب بھی یقین نہ آئے تو خود فتاویٰ رضویہ بعینہٖ ملاحظہ فرمالیں۔ مگر حیرت بالائے حیرت کہ حکیم الامت علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے ہوکر اور متصلب سُنی ہونے کے باوجود ایک سُنی کا رد کرتے ہوئے مجدد ملت امام اہل سنت کے دلائلِ نقلیہ کا اپنے براھینِ عقلیہ سے رد کرنا شروع کر دیا اور صفحات بھر ڈالے۔ عالی جاہ گستاخی معاف میں اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے در کا ادنیٰ کتا ہوں لہٰذا فرمودات اعلحضرت اور فتاویٰ رضویہ کے خلاف سننے سے میرے کان بہرے ہیں۔ ہم نے تو کوئی بات نہ کی ہماری یہ بحث تو خط وکتابت سے ہے اور لکھنے پڑھنے کا تعلق آنکھ سے ہے نہ کہ کان سے چاہئے تھا کہ لکھتے میری آنکھیں فتاویٰ کے خلاف سننے سے اندھی ہیں۔ اور حقیقت بھی ہے گویا کہ صُمٌّ کے ہونے کا اقرار اور عُمْیٌ ہونے کی حقیقت۔ اور توہینِ الٰہی سے توبہ نہ کرکے بُکْمٌ ہونے کا لسانی ثبوت۔ اور یہ صفات اللہ تعالیٰ نے جس کی فرمائی ہیں اُس کو وہ خوب جانتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (در کا ادنیٰ کتا) ہونے سے سمجھ آگیا کہ سگِ مدینہ سے مراد بھی سگِ مدینۃ المرشد ہے۔ میں اس سے پہلے یہ کسی اور نسبت سے سمجھتا تھا مگر ایک دوست نے اس خط کو پڑھ کر یہ نکتہ سمجھایا۔ (واللہ اعلم) اگر آپ نے نقشہ نعلین پر اللہ کا نام لکھنے کو منع اور حرام کہا یا اُس کو گستاخی کہا تو اہلِ سنت کی رُسوائی اور جگ ہنسائی ہوگی۔ خدارا جذبات کی رو میں بہکر مغلوبُ الغضب ہوکر اہل سنت کی رسوائی کا باعث نہ بنو آپ کی اس تحریری ضد سے اہل سنت کی جگ ھنسائی ہوگی اور سنیت اس وقت جس نازک دور اہے پر کھڑی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں۔ بالفرض اگر مجدد ملت اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ سے بھی آپ کا دل مطمئن نہ ہو۔ تب بھی سکوت ہی میں عافیت ہے۔ (خلاصہ یہ کہ اعلحضرت اور فتاویٰ کی گستاخی بے ادبی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اور ہم اللہ کا نام یا آیت قرآن مجید جوتی شریف کے نقشہ پر لکھیں تو تم چپ رہو اور سکوت کرو ہم کو مت روکو اگر اس کو گستاخی سمجھتے ہو تو بھی برداشت کرو چپ رہو) اللہ آپ کے سینے کو مدینہ (مدینۃ المرشد) بنائے میں امید کرتا ہوں آئندہ میرے خلاف اور

نقشۂ نعلین کے خلاف جواب جارحانہ نہیں بھیجو گے۔ فقط والسّلام مع الاکرام اک سنی۔
اس خط میں جیلانی صاحب نے ہمارے اُن سارے دلائل کو جن میں قرآنِ مجید کی آیت حدیثِ پاک اور عباراتِ فقہاءِ کرام تاریخی واقعات کو یہ کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ سب عقلیات ہیں۔ اور جو دلیلیں اُن کے فتووں اور خود ان کی تحریریں تھیں جن کو بعد میں مجدّدِ ملت کی طرف منسوب فرمایا اُن پر جو سوالات و اعتراضات قائم کئے تھے ان میں سے کسی بھی سوال کا جواب ان کے کسی ساتھی نے آج تک نہ دیا اور انشاء اللہ نہ دے سکتے ہیں اور یہی ان کے دلائل کی کمزوری ہے۔ ہم نے ان کو سمجھاتے ہوئے پھر جوابی خط بھیجا کہ دیکھو اس گستاخانہ بے ادبانہ حرکت سے باز آجاؤ۔ اگر میرا یہ اعتراض اور تحریرًا سمجھانا جگ ہنسائی بقول آپ کے بن رہا ہے تو آپ کی یہ حرکت بے ادبانہ جگ رلائی اور اہل سنت کے خلاف مخالفین کی بد زبانی اور سنیوں کی بدنامی شرمندگی کی باعث بن رہی ہے جیسا کہ مستفتی نے اپنے استفتا میں حالات بیان کئے۔ اور جہاں جہاں یہ نقشۂ نعلین شریف پہنچا وہاں وہاں جیلانی صاحب کے اِس غیر شرعی عمل و گستاخانہ بے ادبانہ تخریب کاری نے فساد فی الامّت پیدا کر دیا۔ اور بھی ہر طرح سمجھایا گیا مگر اس خط کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ اور نہ ہی انکار توبہ یا رجوع شائع ہوا نہ انہوں نے جوتی شریف کے نقشہ پر اللہ تعالیٰ کا نام اور قرآنِ مجید کی آیت و بسم اللہ شریف لکھنا ترک کیا۔ بلکہ سنا گیا ہے کہ کسی سے انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض لوگ نقشۂ نعلین پاک پر بسم اللہ اور اللہ کا نام لکھنے کو ناجائز کہہ رہے ہیں وہ بے عقل ہیں ان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہ نقشہ کتنی معزز معظم جوتی پاک کا ہے۔ اور کتنی عظیم الخلائق ہستی کی جوتی ہے۔ یہ تمام خط و کتابت اور ہمارے پاس استفتا کی وصولی 11/5/93 کو ہوئی ہم نے بہت تحقیق و تفتیش چھان بین سوچ و فکر، تدبّر و تحمّل اور آگاہی و اطلاعی وصیت و نصیحت کے بعد اور مخالف کے تمام دلائل و ضوابط نہایت غور و فکر تسلی و تشفی سے سننے کے بعد اتمام حجت کر لیا لہٰذا آج پورے ایک سال بعد مورخہ ۲۲ ۶ ۱۹۹۴ء مطابق گیارہ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ بروز بدھ، مندرجہ ذیل سطور میں شرعی فتویٰ جاری کر رہے ہیں طریقہ کار

فتوٰی کا یہی ہوگا کہ پہلے اپنا موقف پھر اپنے دلائل پھر مخالف کی دلیلوں کا تردیدی جواب انشاءاللہ تعالٰی۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَ ھُوَ الْمُسْتَعَانُ وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ

بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْوَھَّابِ

اَلْجَوَابُ

قانونِ شریعت کے مطابق جوتی شریف کا وہ نقشہ جو مشہور ہے کہ یہ آقائے کائنات حضورِ اقدس نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کا نقشہ ہے اُس پر اللہ تعالٰی جَلَّ مَجْدُہٗ کا نام لکھنا یا قرآن مجید کی آیت لکھنا خواہ بسم اللہ شریف ہو یا کوئی اور دوسری آیت ہو سخت ترین حرام حرام اشد حرام ہے اور اگر خدا نخواستہ تحقیر کا ارادہ ہو تو لکھنے والا کافر ہے اور اگر لکھنے والا اپنی حماقت وجہالت سے اسماءِ الٰہیہ و آیت قرآنیہ کا درجہ و مرتبہ نقشۂ نعلین شریف کے برابر سمجھتا ہو یا کمتر تو وہ شخص گمراہ اور ضال و مُضِل ہے۔ ایسے گمراہ اور گستاخ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا غلط اس کو اپنا پیر و مرشد یا رہنما تسلیم کرنا شرعًا منع اور ناجائز ہے اگر ایسا گستاخ اور بے ادب انسان توبہ نہ کرے ضد پر اڑا رہے تو جملہ مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق لازم ہے۔ فی زمانہ پاکستان کے جن صاحب کے متعلق مستفتی مذکور نے یہ فتوٰی طلب کیا ہے اُس شخص سے اتمام حجت کرنے کے بعد مندرجہ ذیل دلائل قرآن مجید حدیث پاک فقہ اسلام اور حالات اولیاءاللہ کے واقعات کی روشنی میں یہ شرعی اسلامی قانونی فتوٰی جاری کیا جا رہا ہے اِس فتوے کی رو سے جو بھی اسماءِ الٰہیہ جوتی شریف کے نقشے پر لکھے وہ بدترین انسان ہے آخر دم تک اُسی سے توبہ کرائی جائے اُس کا چھاپہ ہوا یہ نقشہ فسادٌ فِی الْاَرْضِ ہے۔ ہم نے مدعٰی علیہ کے دلائل میں فتاوٰی رضویہ کے حوالہ کی بنظرِ غور تفتیش کی وہ عبارت تو پانچ سطور میں واقعی محرر ہے مگر اُسی فتاوٰی کے سیاق و سباق سے ظاہر و بَیِّن ہو رہا ہے کہ اعلحضرت جیسی باادب ہستی اِس قسم کا جواز نہیں فرما سکتے اور خود اسی پانچ سطری عبارت کا ایک ایک لفظ

پکار پکار کر فرما رہا ہے کہ یہ تحریر مجددِ بریلوی کی نہیں ہے یقیناً مرتبین وناشرین سے یہاں بہت کچھ سہو ہوا ہے۔ بہرکیف ہم آخر میں مخالفین کے دلائل کے تردیدی جواب کے دوران اس بات کا مکمل و مدلل ثبوت خود فتاویٰ رضویہ سے ہی پیش کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس بات کی پہلی دلیل۔ کہ نقشۂ نعلین شریف پر قرآن کریم کی آیت مقدسہ یا اسماءِ الٰہیہ لکھنا قطعاً ناجائز ہے یہ بات کسی کی سمجھ سے دور نہیں کہ دنیا کی ہر چیز میں اس کا نقشہ تمثال اور شکل وصورت ہی اس چیز کی ہر حالت وکیفیت کی بنیاد ہے۔ اشیاءِ کائنات کو عزت کا مقام ذلت کا درجہ اعلیٰ ہونا ادنیٰ ہونا حلال ہونا حرام ہونا۔ حقیر ہونا معظم ہونا سب کچھ اُس کے نقشے اور شکل وصورت کی بنا پر ہے اور جو عزت ذلت حقارت وتعظیم شکل وصورت سے حاصل ہوتی ہے وہ دائمی اصلی اور اٹل ہوتی ہے استعمال یا غیر استعمال نئی یا پرانی ہوتے کا اس توقیر وتحقیر میں کوئی دخل نہیں۔ جو قدر و قیمت نئی پرانی ہونے کی وجہ سے ملتی وہ عارضی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک ہی چمڑے کی کھال سے ٹکڑا کاٹ کر جلد بنا دیا قرآن مجید سے لگا دیا دائمی عزت پا گیا۔ اسی کھال سے جوتی بنا دی دائمی ذلت وحقارت نصیب ہوئی اب اُس جوتی کو خواہ وہ کتنی نئی غیر استعمالی خوب صورت اور قیمتی ہو قرآن مجید کے اوپر نہیں رکھ سکتے بلکہ اُس کے ساتھ بھی نہیں رکھ سکتے بلکہ لگا کر قریب بھی۔ مسجد وکعبہ میں نہیں پہنکر لا سکتے اگرچہ کتنی ہی پاکیزہ ہو۔ یہ حقارت اس کو کیوں ملی۔ صرف اُس کے نقشے کی وجہ سے۔ ایک ہی درخت کی لکڑی منبر یا بیٹھنے کا پٹلہ یا چڑھنے کا زینہ سیڑھی بنا لیا اب اس پر کوئی دینی کتاب بلکہ اردو فارسی عربی کے الفاظ وحروف والی عام دنیوی کتاب نہیں رکھ سکتے ہاں اس پر پیر رکھ سکتے ہو جوتی لا سکتے ہو۔ اسی طرح کوئی میز بنائی عام استعمال یا دفتر کے لیے مگر بوقت ضرورت اس پر پاؤں یا جوتا ہے کر چڑھ کر بھی کچھ کام کر لیا جاتا ہے اب اس میز پر قرآن مجید اور احادیث کی کتب نہیں رکھ سکتے لیکن اگر اسی درخت کی لکڑی سے رحل بنالی تو اب تاقیامت اس پر پاؤں یا جوتی نہیں رکھی جا سکتی خواہ ابھی اس کو قرآنِ مجید کے لیے استعمال کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اس طرح کی ہزارہا مثالیں ہیں ایک ہی لکڑی ایک چمڑے کے ٹکڑوں

سے یہ امتیازی سلوک کیوں صرف اُن کی شکل وصورت اور نقشے کی بنا پر ہے۔ اس طرح ایک ہی جسمِ انسانی کے اعضا چہرہ ہاتھ پاؤں منہ متھا سر کمر بازو اور پیر قدم۔ اپنی اپنی شکل وصورت بناوٹ کی بنا پر ہر ایک کا حکم جداگانہ ہے ہاتھ منہ ماتھا سر قرآن مجید سے لگا سکتے ہیں مگر پیر قدم قرآنِ مجید سے یا کسی بھی اُردو عربی حروف والی کتاب وتحریر سے نہیں لگا سکتے بلکہ قریب بیٹھ کر بلند اونچا تک نہیں کر سکتے۔ وہ پیر خواہ کسی صحابی تابعی کا ہو یا کسی غوث وقطب ابدال اوتاد افرادِ عالم پیر فقیر کا ہو چنانچہ دیگر فقہاءِ کرام کے علاوہ اعلحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۲۵ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ سوال یہ کہ۔ بعض استاد چارپائی پر بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں اور شاگرد کتابیں لئے ہوئے جن میں بسم اللہ شریف اور آیتِ قرآنیہ ہوتی ہیں وہ نیچے چٹائی پر بیٹھے رہتے ہیں یہ فعل کیسا ہے اور وہ کتابیں قابلِ تعظیم ہیں یا نہیں اور شروع پر بسم اللہ لکھنے سے کلام الناس ہو جاتی ہے یا کلام اللہ۔ الجواب ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف بھی قابلِ ادب ہیں اگرچہ جُدا جُدا لکھے ہوں۔ یہ حروف تہجی خود کلام اللہ ہیں کہ ہُود علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ کتاب دینی پر تو دوات رکھنی بھی منع ہے اِلّا بالضرورۃ اور فقہا تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب یہ ہے کہ اُس کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں۔ ھٰذا فی عالمگیریہ۔ تو کیونکر ادب ہوگا کہ کتابیں نیچے رکھی ہوں اور آپ اوپر بیٹھیں کیا ایسے لوگوں کو بے ادبی کی شامت سے خوف نہیں۔ اور آیتِ قرآنی بے وضو ہاتھ لگانا اور رکھنا منع۔ مکروہ ہے۔ اب میں جیلانی صاحب سے امام اعلحضرت کی زبان میں ہی پوچھتا ہوں کہ تم کو جوتی کی نوک پر اسماءِ الٰہیہ لکھتے ہوئے بے ادبی کی شامت سے خوف نہیں۔ کانِ ادب منبع احترام مصدرِ تعظیم مجددِ عظیم امام احمد رضا نے اس طرح ادب سکھایا کہ پیر تک اوپر نہیں کئے جا سکتے اگرچہ بعد قریب ہی میں ہوں۔ جب یہ بات سمجھ لی تو یہ بھی سمجھ لو کہ ہر چیز کی تصویر۔ تمثال۔ فوٹو۔ نقشہ اپنی اصل ہی کے درجہ اور نام پر ہوتا ہے جیسا کہ ابھی کچھ سطور پہلے ہم نے اعلحضرت کے فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۲۵ سے ہی حوالہ دیا تھا کہ اہلِ عرف تصویر کو اصل ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی کتے کی تصویر کو کتا ہی کہا جائے گا۔ یہ

قیاس مع الفارق نہیں ہوگا۔ بس یہی ہم کہتے ہیں کہ نقشۂ نعلین کو بھی نعلیں ہی کہا جائے گا۔ اگر جوتی اور نعلین شرعًا عرفًا۔ عقلًا۔ نقلًا۔ رواجًا۔ اخلاقًا اپنی علّت نمائی کے اعتبار سے حقیر ہے تو اُس کی تمثال بھی بقول اعلحضرات حقیر ہی ہوگی اگر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی مبارک پر اللہ تعالیٰ کا اسم مقدس لکھنا ناپسند فرماتے تو یقینًا اس طرح نقشۂ نعلین مبارک پر بھی ناپسند فرماتے۔ اور خیال رہے کہ آقاء کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز کو پسند نہ فرمانے کا نام ہی حرام ہونا ہے۔ فتاوی رضویہ دسویں جلد کی ان تمام عبارات سے ثابت ہوا کہ نقشۂ نعلین پاک پر بسم اللہ شریف یا اسماءِ الٰہیہ لکھنا حرامِ قطعی ہے۔ یہ تمثالِ نعلین پاک صرف اہل ایمان اور عالم مخلوق کے لیے تاجِ عظمت ہے نہ کہ اسماءِ الٰہیہ کے لیے یا آیاتِ قرآنیہ کے لیے۔ مردود ازلی ہے جو اس فرق کو نہ سمجھ سکے۔ ہر جوتی میں تقریبًا چار چیزیں ہوتی ہیں ۱ چمڑہ ۲ سلائی کا دھاگہ ۳ چھوٹی کیلیں ۴ جوتی کا نقشہ شکل وصورت جس کی وجہ سے کسی چیز کا نام رکھا جائے وہ اُس چیز کی شکل وصورت اور نقشہ ہوتا ہے۔ اُسی کو علّتِ غائی کہتے ہیں تو ہر جوتی کی علّتِ غائی جسنے جوتی کو جوتی کا نام دیا وہ جس کی وجہ سے چمڑہ دھاگہ کیلیں وغیرہ مل ملاکر جوتی کہلائیں وہ اس کا نقشہ اور صورت ہے۔ علّت غائی یعنی نقشہ جہاں بھی پایا جائے گا جس چیز کا بھی بنا ہوگا اس کو جوتی ہی کہا جائے گا ہر چیز کا یہی حال ہے۔ یہ بات نہ چمڑے میں ہے نہ دھاگے اور کیلوں میں اس لیے وہ علّت نمائی نہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ جہاں چمڑہ لگا دو یا موٹا دھاگہ یا چھوٹی کیلیں وہ جوتی بن جائیں اس کا نام جوتی ہو جائے۔ چمڑے دھاگے سے تو اٹیچی کیس بٹوے جلدیں بہت سی چیزیں بنتی ہیں مگر اُن کو جوتی نہیں کہا جاتا۔ اس لیے یہ علّت نہیں اور نام سے ہی اشیا کی عزت ذلّت ہے خواہ چمڑے پر ہو لکڑی پر یا کاغذ پر کسی کے سر پر قیمتی نئی جوتی رکھ دو یہ اُس کی ذلّت ہے کاغذ کے پھولوں کا سستا سا ہار گلے میں ڈال دو یہ اُس کی عزت ہے یہ تمام کیفیات نقشے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اتنی صاف اور اہم و آسان بات بھی اگر کوئی سمجھ نہ سکے تو یقینًا اُس کے دل پر شیطان کا قبضہ ہے۔ حیرت ہے کہ جیلانی صاحب کو فتاوٰی رضویہ کے اول صفحات کی یہ باادب ایمان افروز عبارتیں نظر نہ آئیں اور نفس امارہ نے کہاں ص۱۱۹ کا راستہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ہی بے ہدایتوں کو ہدایت دینے والا ہے شیطان و

و نفس سے بچانے والا ہے۔

دوسری دلیل ۔ قرآن مجید میں باری تعالیٰ عز اسمہٗ ارشاد فرماتا ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۔ (سورۃ فتح پ ۲۶ آیت ۹) ترجمہ اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کی مدد کرو اور تعظیم کرو۔ یعنی قرآن مجید حدیث پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رب تعالیٰ کی ذات وصفات اسماء الٰہیہ اسماء نبوت احکام شرعیہ وغیرہ سب کی تعظیم اور ہر طرح عزت کرو۔ اس کی تفسیر میں روح المعانی نے پارہ ۲۶ ص ۹۶ پر فرمایا۔ كَمَا رُوِيَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَرْفُوْعًا وَاَخْرَجَهُ جَمَاعَةٌ عَنْ قَتَادَةَ وَالتَّغْيِيْرُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔ وَنُصْرَتُهٗ سُبْحَانَهٗ بِنُصْرَةِ دِيْنِهٖ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ ترجمہ ۔ اے مسلمانو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد اور اس کے حبیب آقائے کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعاون کرو توقیر و احترام و ادب کرو۔ وَتُوَقِّرُوْهُ اور اللہ کی ذات وصفات اسماء و آیات کلمات و فرمودات کی ہر وقت عزت و توقیر کرو۔ تفسیر صاوی جلد چہارم ص ۵۰ پر ہے۔ وَيُؤْخَذُ مِنْ هٰذَا اَنَّ مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى تَعْظِيْمِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ اَوْ عَلٰى تَعْظِيْمِ الرَّسُوْلِ وَحْدَهٗ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ بَلِ الْمُؤْمِنُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ تَعْظِيْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَعْظِيْمِ رَسُوْلِهٖ وَلٰكِنَّ التَّعْظِيْمَ فِيْ كُلٍّ بِحَسَبِهٖ ۔۔۔ تفسیر نیشاپوری جلد ۱۱ پارہ ۲۶ ص ۵۴ (بیروتی) وَقَالَ جَارُ اللّٰهِ اَلضَّمَائِرُ كُلُّهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَعْظِيْمُ اللّٰهِ ۔ تَعْظِيْمُ دِيْنِهٖ وَرَسُوْلِهٖ ۔ اور تفسیر طبری جلد یازدھم پارہ ۲۶ آیت ۹ ص ۴۷ پر ہے۔ فَاَمَّا التَّوْقِيْرُ فَهُوَ التَّعْظِيْمُ وَالْاِجْلَالُ وَالتَّفْخِيْمُ ۔ ترجمہ ۔ یہاں تُوَقِّرُوْهُ کی واحد مذکر ضمیر سے یہ مسئلہ لیا گیا ہے کہ جس شخص نے صرف اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہ کی وہ بھی مومن نہیں اور جس نے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہ کی وہ بھی مومن نہیں ۔ بلکہ مومن وہ ہے جس نے اپنے مقام پر دونوں کی تعظیم کی اور لیکن تعظیم ہر ذات وصفات میں ان کی شان ارفع کے حساب سے ہو۔۔۔ اور فرمایا امام رجاء اللہ نے اس آیت کی تمام ضمیروں کا مرجع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہی اس کے دین کی اور اس کے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے ۔۔۔۔ اور توقیر

وعزت یہ ہے کہ اس کی ہر چیز کو بلند و بالا اور جلال و ہیبت والا اور اونچے مقام والا سمجھا جائے۔ اب بتائیے کیا نعلین پر یا اُس کے نقشے پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھنا یا آیت لکھنا اس کی تعظیم و توقیر ہے اور پھر یہ تو عام محاورہ بھی ہے کہ جس کی بے عزتی اور تحقیر مقصود ہو۔ اُس کے لیے کہا جاتا ہے کہ میں تو اُس کو جوتی کی نوک پر رکھتا ہوں۔ فلاں کو جوتی برابر سمجھا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہاں لندن میں ابھی چند ماہ پیشتر ایک عیسائی نے اپنی ایک فیکٹری کے ایک مضبوط جوتے پر۔ علی۔ لکھوا دیا تھا۔ تو یہاں کے باغیرت مسلمان چیخ پڑے تھے اور اس کی دکان کو آگ لگا دی تھی جس میں یہ جوتے بکنے رکھے گئے تھے۔ اور اس کو معافی مانگنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اُس نے یہ کہتے ہوئے معافی مانگی کہ مجھ کو پتہ نہیں تھا کہ یہ نام مسلمانوں کے لیے بڑی یعنی بہت قابل تعظیم ہے میں نے تو محمد علی کلے کی قوت کی نسبت سے بطور اشتہار نام رکھا تھا۔ اسی کا نام مومن کی غیرت ایمانی ہے۔

تیسری دلیل۔ سورۃ اعلیٰ کی پہلی آیت۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ (الخ) کی تفسیر میں۔

تفسیر صاوی والے فرماتے ہیں جلد چہارم ص۲۶۱) سَبِّحْ بمعنی نَزِّہْ۔ وَتَنْزِيهُ الْاَسْمَاءِ عَدَمُ ذِكْرِهَا بِالْاَسْمَاءِ الَّتِي تُوْهِمُ نَقْصًا بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ لَيْسَ بِمُتَعَيِّنٍ بَلْ كَمَا تُنَزَّهُ الذَّاتُ يُنَزَّهُ الْاِسْمُ اَيْضًا وَمِنْ جُمْلَةِ تَنْزِيْهِ الْاَسْمَاءِ اَنْ لَا يُذْكَرَ فِيْ مَوْضِعِ الْاَقْذَارِ بِاَنْ يُذْكَرَ عَلٰى وَجْهِ التَّعْظِيْمِ وَالتَّفْخِيْمِ

ترجمہ۔ سبح کا معنیٰ تعظیم و تکریم ہے اور اسماء الٰہیہ کی تعظیم یہ ہے کہ رب تعالیٰ کے اسماءِ مقدسہ کو ایسے طریقہ اور ایسے لفظوں سے نہ ذکر کیا جائے کہ جس سے نقص اور بے حرمتی کا وہم ہو۔ کوئی بھی صورت اور طریقہ معین نہیں بلکہ کوئی بھی گھٹیا طریقہ اسماءِ الٰہیہ کے لیے استعمال نہ کیا جائے ہونا یہ چاہیئے کہ جس طرح ذاتِ رب تعالیٰ کی تعظیم واجبوں سے زیادہ واجب ہے اور ذاتِ مولیٰ عزّوجلّ کی تعظیم کی جاتی ہے اسی کی طرح اسماءِ الٰہیہ کی بھی توقیر و تعظیم احترام و اہتمام کیا جائے اور تعظیم کیا جائے تمام قسموں اور صورتوں طریقوں میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی ذاتی یا صفاتی نام مقدس کو کسی کمتر جگہ یا گھناؤنی جگہ پر نہ لکھا جائے نہ بولا جائے۔ اور ہمیشہ ہر حالت میں تعظیم اور تفخیم کے طریقے سے ذکر کیا

جائے اور اسماءِ ربانی کو ہر اعتبار سے بزرگ و برتر ثابت کیا جائے۔ کمتری کا شائبہ بھی نہ ہو۔ تفسیر طبری میں ہے کہ تبیح امرو جوبی ہے یعنی ہر مسلمان پر بلکہ خود آقاءِ کائنات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پر بھی اسماءِ الٰہیہ کا احترام واجب ہے کیونکہ اسماءِ الٰہیہ اسماءِ صفات ہیں اور صفت عینِ ذات ہے۔ اس لیے تفسیر صاوی شریف نے کما تنزہ الذات کی مماثلت بیان فرمائی۔ تو گویا اسماءِ پاک کی توہین ذات پاک کی توہین بلکہ اعلیحضرت کی طرف اس منسوب شدہ عبارت میں یہ جملہ کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور اقدس کے نعل پاک پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے۔ یہ عقل وعلم والے مومن کے لیے تو اتنا اشارہ ہی کافی ہے۔ کیونکہ علم والے جانتے ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی ہی کا نام کراہتِ تحریمی اور حرام ہے جس کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرما دیں وہ ہی شریعت اسلام کا حرام اشد حرام ہے مگر یہ عقلاً فضلاً علماً کی بات ہے۔ بہروں گونگوں اندھوں کی نہیں۔ اور پھر حیرت در حیرت ہے کہ ایسی مریخی بے ادبی گستاخی اور توہین کو اعلیحضرت مجدد ملت کے سر تھوپنا۔ جس کے دم سے آج ہم سب کو ادب واحترام کی خیرات مل رہی ہے۔ اور طرفہ یہ کہ ابھی بھی مجددِ ملت کی محبت وعقیدت کا دعویٰ ہے یہ محبت نہیں احمقانہ دشمنی ہے۔ میرا بس چلے تو میں ایسے بدعقل جھوٹے دعویداروں سے قلم چھین لوں۔

چوتھی دلیل۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم مطبوعہ امجدیہ کراچی ص ۱۵۷ پر ہے۔
الجواب۔ دالخ) حدیث میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ كَانَ يُحِبُّ اَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَتَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْهُ حَيْثُ اَنْزَلَهٗ مِنْ نَفْسِهٖ۔ جو یہ جانا پسند کرے کہ اللہ کے نزدیک اُس کا مرتبہ کتنا ہے وہ یہ دیکھے کہ اُس کے دل میں اللہ کی قدر کیسی ہے۔ کہ بندے کے دل میں جتنی عظمت اللہ کی ہوتی ہے۔ اللہ اُسی کے لائق اپنے یہاں اُسے مرتبہ دیتا ہے۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالدَّارُقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ عَنْ اَنَسٍ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ۔ فتاویٰ رضویہ شریف

کی اس عبارت میں عظیم عبرت کا سامان ہے اگر کوئی سمجھے تو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم مقدس جوتی کی نوک پر لکھنا اور جوتی کو اللہ کے اسم پاک سے زیادہ متبرک سمجھنا کیا یہی ایمان اور قدر دانی ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ مولٰنا العظیم۔ وما قدروا اللہ حق قدرہٖ۔ (انعام آیت ۹۱۔ حج آیت ۷۴ زمر آیت ۶۷)

پانچویں دلیل۔ تذکرۃ الاولیا طبع لاہور ص۱۱۶ پر ہے کہ۔ سرتاج الاولیاء حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ پہلے ایک عام سے آزاد منش آدمی تھے ایک مرتبہ کہیں سرراہ سڑک پر ایک پرچہ پڑا دیکھا جس پر بسم اللہ شریف لکھی تھی کانپ گئے فوراً اٹھایا اور خوفِ الٰہی سے رونے لگے اس کو صاف کیا چوما آنکھوں سے لگایا خوشبو لگائی اور پرچہ کو مخاطب کرتے جاتے روتے جاتے کہ اے پرچہ اے میرے خالق رازق محبوب رب تعالیٰ کے نام والے کاغذ یہ زمین یہ سڑک تیرا مقام نہیں یہ مجھ جیسے گندے مندے انسان کا مقام ہے تو تو عرش مقامی لوح قیامی ہے اور پھر کسی اونچی پاک ستھری جگہ رکھدیا۔ بس اِس ادب اور احترام بسم اللہ شریف کی وجہ سے تقدیر پلٹ گئی اس عمل کے صدقہ ان کو ولایتِ عظمیٰ کاملہ کا درجہ مل گیا اِس عملِ تعظیم اسماءِ الٰہیہ کے طفیل ولی کامل بنادیا گیا مسلکِ اہل سنت تو یہ کر دا رہے خدانخواستہ اِن صاحب جیسے ہوتے تو اپنی جوتی میں رکھ لیتے اور جہنم کو سدھارتے

چھٹی دلیل۔ کتاب حضرات القدس دفتر دوم ص۱۱۳ مکاشفہ ۳۵۔ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک واقعہ اس طرح درج ہے کہ۔ ایک دن قضاءِ حاجت کے لیے بیت الخلا گئے وہاں ایکبار دیکھا کہ مٹی کا ایک بڑا پیالہ جو ایک طرف سے ٹوٹا تھا۔ بھنگی اُس کو اپنے استعمال میں لاکر اس سے کوڑا اٹھایا کرتا تھا۔ اس پر آپ کی بغور نظر پڑی تو دیکھا اُس پر اللہ کا لفظ ایک طرف کندہ ہے اور پیالہ ٹھیڑا ہوا ہے۔ آپ نے لپک کر جلدی سے وہ پیالہ اٹھایا۔ اور خادم سے فرمایا کہ جلدی آفتابہ یعنی لوٹا بھر کر لاؤ۔ اور آپنے خود اپنے ہاتھوں سے اُس کو خوب مَل مَل کر دھویا بالکل صاف ستھرا پاکیزہ کر دیا (کئی بار پانی سے دھویا سوکھایا) پھر اُس کو ایک نہایت پاکیزہ سفید کپڑے میں لپیٹ کر کسی اونچی جگہ رکھدیا۔ اور آپ اسی میں پانی پیتے تھے۔ اسی اثنا میں ربّ العزت کی طرف سے آپ کو اِلہام فرمایا گیا کہ جس طرح تم

میرے نام کی تعظیم کی ہیں بھی تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں اونچا کرتا ہوں آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ مرتبہ مجھ کو سو سال کی عبادت و ریاضت سے بھی حاصل نہ ہو سکتا تھا جو اس اسمِ الٰہی کے ادب و تعظیم سے مجھے نصیب ہوا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ما شاء اللہ کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم کرنیکی تو پھر یہ بد نصیب لوگ اسمِ مقدس کی تحقیر کے پیچھے کیوں پڑے ہیں کس نفس و خناس نے ان کو ضدی بنا دیا۔ میں کہتا ہوں کہ جوتی شریف کے نقشے پر۔ اللہ تعالیٰ جلّ وعلیٰ کا نام لکھنے۔ میں بجز تحقیر آخر اور کونسا مقصود ہو سکتا ہے۔

ساتویں دلیل علامہ امام عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی متوفی (۷۰۱) اپنی تفسیر مدارک علی ارلعہ تفاسیر (حاشیہ بالا) صـ ۱۸۹ پر لکھتے ہیں۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ۔ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ ذَالِكَ اِحْتِرَامٌ لِلْبُقْعَةِ وَتَعْظِيمٌ لَهَا فَخَلَعَهَا وَاَلْقَاهُمَا مِنْ وَرَاءِ الْوَادِيْ۔ ترجمہ۔ قرآن کریم سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۲ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ یعنی اے موسیٰ اپنی دونوں جوتیوں کو اتار دو کیونکہ بے شک تم اس مقدس وادی طویٰ میں ہو۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام جو نبی مرسل ہیں وادیِ مقدس کے احترام اور تعظیم کی بنا پر ان کو جوتیں اتارنے کا حکم ملا آپ نے دونوں جوتی شریف اتار دیں اور وادی سے باہر ہی ان کو چھوڑ دیا۔ اندازہ لگائیے کہ جب ایک وادی کا یہ احترام تو نام الٰہیہ کی کیا شان وعظمت ہوگی اس آیت قرآنیہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معزز جگہ میں جوتی لے جانا اس جگہ کی توہین و بے حرمتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جوتی اپنی علتِ غائی یعنی شکل وصورت کی وجہ سے حقیر ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ معزز جگہ میں جوتی خواہ نبی مرسل کی ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدس نہیں۔ لہذا جوتی یا نقشۂ جوتی کو اقدس یا مقدس کہنا منع ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جو نام و القاب اللہ تعالیٰ کی معزز و محترم چیزوں کے ہوں وہ نام و القاب کسی ایسی چیز کو نہیں دیا جا سکتا جو عند اللہ محترم نہ ہو۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل جوتی شریف اور اس کا نقشہ مبارکہ اللہ کے نزدیک محترم نہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی۔ اس لیے کسی بھی جوتی کو مقدس و اقدس نہیں کہنا چاہئے۔ اگرچہ

وہ جوتی عندالناس معظم ومحترم ونتائج رفعت وشان ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی نعلین پاک سے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک کا درجہ زیادہ ہے اگر یہ آپ کا معاملہ ہوتا تو شاید وادی مقدس میں نہ اتروائی جاتی۔ جیسا کہ عرشِ اعظم پر نہ اتروائی گئی کہ پہنچ کر جاتا تو عقلاً اور رواجاً ثابت مگر اتروانا ثابت نہیں۔ پہنکر جانے کا صریح ثبوت مانگنا عبث ہے پہنکر جانا تو اس فاخلع سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی صریحی ثابت نہیں۔ اگر یہاں فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ۔ نہ ہوتا۔ تو صراحتاً پتہ نہ لگتا اور پہننے کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ رواجی و اخلاقی چیزیں ہیں۔ بغیر لباس تو کوئی بھی کہیں نہیں جاتا اور جوتی بھی لباس کا ایک حصہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ اب تک کی عبارت سے ہم نے بدلائل ثابت کر دیا کہ نقشۂ نعلین پر بسم اللہ شریف یا کوئی آیت یا اللہ تعالیٰ کا ذکر ذاتی وصفاتی نام لکھنا حرام ہے کیونکہ گستاخی وبے ادبی ہے۔ یہ تمام دلائل سبعہ ہم نے مختصر انداز میں مدعیٰ علیہ کو لکھ کر ان کو اپنی صفائی دلائل بھیجنے کی پیشکش کی چنانچہ انہوں نے اپنے مسلک وموقف کی تائید میں کچھ فتوے اور کچھ اپنے خط میں دلیلیں ہم کو ارسال کیں۔ جو نہایت غلط اور کمزور تھیں جن سے مدعیٰ علیہ کو آگاہ کر دیا گیا تھا مگر پھر جوابُ الجواب اور مزید دلیل کوئی وصول نہ ہوئی اس لیے مندرجہ ذیل سطور میں ان کی دلیلوں کے ساتھ ان کی کمزوری بھی اسی فتویٰ کا حصہ بناتے ہوئے تحریر کی جا رہی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

مدعیٰ علیہ کی۔ پہلی دلیل۔ مدعیٰ علیہ نے اپنی تحریر کے ساتھ دو فتوے ہمارے پاس بھیجے جس میں سے ایک فتوے میں اسماءِ الٰہیہ آیت قرآنیہ کی بے ادبی اور مذکورہ فی السوال گستاخی کے جواز میں اخبارات کے اشتہارات وتحریرات کو دلیل بناتے ہوئے لکھا کہ نقشۂ نعلین پر اللہ کا نام لکھنا یا آیت لکھنا جائز ہے۔ دیکھو اخباروں میں آئے دن ایسے اشتہارات چھپتے ہیں کہ کسی جوتے بنانے والی فرم کی مشہوری کے لیے اشتہار میں جوتیوں کا فوٹو بنا ہوتا ہے اور اس میں بسم اللہ شریف، انشاء اللہ وغیرہ لکھا ہوتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسی کاغذ کے دوسری طرف عین اُسی اشتہار کی جگہ اللہ کا نام لکھا نظر

آتا ہے اگر یہ جائز ہے اور کوئی عالم غیر عالم مسلمان نہیں ہوتا تو پھر نقشۂ نعلین پر بدرجہ اولیٰ جائز ہوا۔ جواب ہم نے آج تک ایسا کوئی کفریہ اشتہار نہیں دیکھا نہ پاکستان میں نہ یہاں انگلستان میں۔ ہندوستان انڈیا کے ہندو پریس ہیں اگر ایسے گستاخانہ اشتہارات چھپتے ہوں اور آپ جیسے مردہ ضمیروں کی نظر سے گزرتے ہوں تو یہ آپ کی غیرتِ ایمانی کو چیلنج اور امتحان ہے۔ خدا نخواستہ اگر کبھی کوئی اخبار اس طرح کا اشتہار یہاں چھاپتا تو پاکستان اور برطانیہ کے مسلمان تڑپ جاتے اور کٹ مرنے پر تیار ہو جاتے بلکہ ایسے اخبار واہل اخبار کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے اور ایسے چند ایک حقیقی واقعات گزر چکے ہیں غازی علم دین۔ غازی برادر قاری علام رسول لاہوری۔ اور غازی قادر کنجاہی وغیرہ وغیرہ پاکستان میں ہی پیدا ہوتے رہے آج تک انڈیا ہندوستان کی تاریخ نے تو ایسا کوئی غیرت مند مجاہد ثابت وظاہر نہیں کیا۔ ہاں البتہ ہندوستان کے بمبئی وغیرہ بلدیات میں سلمان رُشدی اور ایسے اخبار و رسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ حیرانی تو اس غیرتِ ایمانی پر ہے جو اس طرح کے بدترین ایمان سوز اشتہارات دیکھ کر بجائے مذمت کرنے کے الٹا ان کو دلیل جواز بنا رہے ہیں کیا ہندوستانی مسلمانوں کی قسمت میں ایسے ہی مفتی جنم لیتے رہیں گے۔ شرعی اعتبار سے ایسے اشتہارات لکھنا۔ لکھوانا، چھپوانا، چھاپنا، شائع کرنا کرانا سب حرام ہے اور ان کفریہ ذرائع سے روزی کھانا بھی حرام ہے۔ اور کاغذ کے دوسری طرف عین اسی جوتے کی فوٹو کی جگہ اللہ تعالیٰ کا مقدس و محترم نام لکھنا تو اور بھی زیادہ اشد حرام کیونکہ جب اس کاغذ کو دھوپ یا روشنی کی طرف کر کے دوسری سمت پر نظر ڈالو تو اللہ تعالیٰ کا نام اقدس۔ عین جوتے کے تلوے پر لکھا معلوم ہوتا ہے۔ اور مزید تعجب تو خود مدعیٰ علیہ جیلانی پر ہے جس نے ایسے مجرمانہ گستاخانہ فتوے کو اپنی تائیدی ڈھال بنایا۔ سچ فرمایا کسی بزرگ نے کہ خدا جب دین لیتا ہے۔ حماقت آ ہی جاتی ہے۔ نیز اس شیطانی دلیل سے تو عام کھلی چھٹی مل رہی ہے کہ ہر جوتے کے تلے نیچے بھی نام لکھ سکتے ہو شاید آگے چل کر مدعیٰ علیہ کا یہ ہی ارادہ ہو۔ مدعیٰ علیہ کی (دوسری دلیل) دوسرے فتوے میں اسم الٰہی کے لکھنے اور بے ادبی گستاخی کرنے کے جواز پر یہ دلیل لکھی ہے کہ دیکھو۔

جالوت کافر کے مقابل جب طالوت کو بادشاہ بنایا گیا اور بنی اسرائیل نے ان کی بادشاہت پر اعتراض کیا تو اُن کی بادشاہی کی حقانیت پر رب نے ملائکہ کے ہاتھ بنی اسرائیل کے پاس تابوتِ سکینہ بھیجا۔ اُس تابوت میں موسیٰ علیہ السّلام کی نعلین بھی تھیں اور توریت کی تختیاں بھی خیال رہے کہ اُن پر تورات لکھی تھی اور تورات بھی اسی طرح کلامُ اللہ تھی اب جس طرح قرآنِ مجید تو جب اُن کے ساتھ قریب یا اوپر یا نیچے نبی مرسل حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی جوتیں مبارک رکھنا جائز تھا تو نقشہ نعلین پاک پر اللہ کا نام لکھنا بھی جائز ہوا جو ناجائز کہتا ہے وہ تابوت پر کیا فتویٰ لگائیگا۔ جواب کیا قیامت کی جہالت ہے کہ ہر مشکوک و مضعوف بات کو دلیل حماقت بنا کر صرف ایک آیت یا ایک اسم کی توہین نہیں بلکہ اب تو اصل جوتی استعمالی نعلین کو بھی قرآن مجید کے برابر درجہ دینے کی دلیلیں ڈھونڈی اور بنائی جا رہی ہیں جس کو بقول مجددِ ملت بریلی شریف، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پسند نہ فرماتے۔ اور پھر دلیل بھی کس تابوتِ سکینہ کی جس کے متعلق آج تک مفسرین شارحین اور مؤرخین کوئی متفق علیہ بات نہ بیان کر سکے۔ نہ روایت نہ درایت نہ اعتماد نہ بھروسہ۔ اس بات میں تو سب کا اتفاق ہے کہ تابوتِ سکینہ کوئی صندوق تھا اور اس میں حضرت موسیٰ اور حضرتِ ہٰرون علیہما السّلام کے کچھ تبرکات تھے مگر تبرکات کیا تھے صندوق کس چیز کا بنا ہوا تھا۔ کتنا بڑا اور کتنا لمبا چوڑا تھا اور دوبارہ بنی اسرائیل کے پاس کس طرح لایا پہنچایا گیا۔ اس میں بیسیوں اقوال کی بھرمار ہے اور یہاں تک بے باکی کہ تصاویر جیسی ہر شریعت کی ممنوعہ اشیا کو بھی تبرکات میں شامل کر دیا گیا کہ معاذ اللہ اُس میں انبیاء علیہم السّلام کے فوٹو بھی تھے۔ اور ہمارے مفسرین ہیں کہ آنکھیں بند کئے ہر چیز کو لکھتے چلے جا رہے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ دشمنِ خدا یہود و نصاریٰ کی ملاوٹیں ہیں اسرائیلیات کی بناوٹیں ہیں۔ یہ مسئلہ عام مشہور ہے کہ جاندار کی تصویر ہر شریعت میں حرام رہی اور ابلیس کی ایجاد ہے یہاں تک ظلم پہنچا کہ اَحْسَنَ الْقَصَصْ کتاب میں لکھ ڈالا کہ یوسف علیہ السّلام فوٹو تصویریں بنایا کرتے تھے اور اپنے مصری محل میں ہر جگہ بھائیوں اور اپنے اہل خانہ کی تصویریں بنائی ہوئی تھیں۔ وغیرہ وغیرہ (معاذ اللہِ تَعَالیٰ عَنْ ھٰذِہٖ الْکِذْبِیَاتِ

د ۔ افتراءیات) اس وقت میرے پاس تابوتِ سکینہ کے بارے میں چھ کتابیں ہیں جن میں مختلف اقوال اس طرح ہیں ۱؎ اس تابوت پاک میں تورات کی تختیاں موسیٰ علیہ السّلام کا جبہ ہرون علیہ السّلام کا جُبّہ اور عصاءِ موسیٰ اور سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی تھی۔ (از تفسیر ملّا محمد حسین واعظ کاشفی وفات ۱۵۱۵ء ۱۰۰۹ھ) اس قول میں نعلین کا ذکر نہیں۔ ۲؎ تابوتِ سکینہ میں تورات کی تختیوں کے کچھ ٹکڑے تھے موسیٰ علیہ السّلام کا اعصا عمامہ جبّہ نعلین۔ ہرون علیہ السّلام کا اعصا عمامہ جبہ نعلین اور کپڑے تھے۔ (از تفسیر طبری معانی) اس قول میں سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی کا ذکر نہیں ۳؎ اس تابوت مبارک میں تورات کی تختیوں کے کچھ ریزے تھے موسیٰ و ھرون علیہما السلام کے عمامے تھے۔ اس قول میں نہ اعصا کا ذکر ہے نہ نعلین شریف کا نہ تختیوں کا بلکہ ریزوں کا ذکر ہے۔ چوتھا قول تابوت ساگوان کی لکڑی کا بنا تھا اور اس کی لمبائی تین ہاتھ چوڑائی دو ہاتھ تھی۔ پانچواں قول تابوت سونے کا بنا ہوا تھا لمبائی ساڑھے تین ہاتھ چوڑائی ڈھائی ہاتھ۔ چھٹا قول یہ تابوت لوہے کا بنا ہوا تھا اور پر سونے کا پترا چڑھایا گیا تھا ساتواں قول موسیٰ علیہ السلام کا اعصا شریف دس گز لمبا تھا۔ آٹھواں قول دس ہاتھ لمبا تھا۔ قول ۹؎ اس تابوت میں توریت کی تختیوں کے ٹکڑے عصاءِ موسیٰ ھرون علیہما السّلام کا جُبّہ اور تمام انبیاءِ کرام کے فوٹو (تصویریں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں آپ کے گھر کی بھی فوٹو تھی (العیاذ باللہ) اس قول میں نعلین کا ذکر نہیں اعصا کو چالیس گز بلکہ ساٹھ ہاتھ تک بھی کہا گیا۔ (یہ اقوال تفسیر روح البیان اور صاوی ابن عباس مدارک معانی کبیر وغیرہ میں لکھے موجود ہیں اب بتاؤ کون سی بات سچی ہے کون سی جھوٹی) سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی کا بھی ذکر ہے حالانکہ اس وقت سلیمان علیہ السّلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے داؤد علیہ السلام نوجوان تھے ابھی شادی نہیں کی تھی۔ پھر لکھنے والوں کے تفکر کا اندازہ لگاؤ کہ تابوت شریف تین ساڑھے تین ہاتھ لمبا اور اس میں اعصا دس گز لمبا۔ یا دس ہاتھ لمبا مجھے تین ہاتھ لمبے صندوق میں دس ہاتھ لمبا ڈنڈا کوئی رکھ کر دکھائے کیا وہ اعصا مبارک ربڑ یا پلاسٹک کا تھا جس کو مروڑ مراڑ کر رکھ دیا۔ لازماً کہنا پڑے گا کہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ لہٰذا اس تابوت میں تختیوں کا ہونا غلط معلوم

ہوتا ہے۔ یا پھر نعلین کا ہونا غلط۔ اتنے مشکوک اقوال کو اپنی دلیل بنا لینا۔ حماقت کے سوا کیا ہے۔ بہر کیف مدعیٰ علیہ کتنی بھی کروٹیں بدلے اپنا گستاخانہ مسلک ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ تھا ان دونوں کا حال جس پر مدعیٰ علیہ کو شاید بڑا ناز ہو۔ اب ان دلائل کو دیکھئے جو کچھ لوگوں نے فتاوی رضویہ کی طرف منسوب کئے ہیں ہمیں اِس پر کچھ تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں اس کی تو سطر سطر خود ہی پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ اعلحضرت کی تحریر نہیں۔ چند وجوہ سے پہلی وجہ یہ کہ فتاوی مکمل طور پر اعلحضرت کی حیات طیبہ میں شائع نہیں ہوا۔ ایک قول ہے کہ صرف پہلی جلد آپ کی موجودگی میں شائع ہوا۔ ایک قول ہے کہ بالکل آخری ایام میں شائع ہوئیں مجدد ملت بریلوی مطبوعہ کو دیکھ نہ سکے۔ ایک قول ہے کہ آپ کے بعد تردیکی دور میں شائع ہوا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ باقی مجلدات تو بہت بعد میں شائع ہوئیں۔ اور فتاوی رضویہ تقریبًا آٹھ یا نو جلدوں کا مسودہ تو طابعین حضرات کو بدست مفتیِ اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اُس حالت میں وصول ہوا کہ طبع تو درکنار اس کی ترتیب بھی ایک دشوار اور محنت طلب کام تھا۔ طابعین کرام خصوصًا مولانا قاری رضاءُ المصطفیٰ اعظمی اور اراکینِ دار العلوم امجدیہ و مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی اور مکتبہ علویہ فیصل آباد والے محبوبین کی اس فتاوی سے عقیدت اور محبت اور عشق کی حد تک قلبی فکری محنت و لگن کا نتیجہ ہے کہ اسلام کا یہ عظیم ذخیرہ آج مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے یہ مسوّدات از جلد سوم تا جلد یازدھم مضبوط مجلد مبوّب اور محفوظ شکل میں نہ تھا بلکہ کاپیوں۔ غیر مجلد اکھڑے ٹکڑے رجسٹر سائز کاغذوں ورقوں اور چھوٹے پرزوں کی شکل میں طابعین و ناشرین کو ملا اور کئی اوراق تو کیڑوں نے بھی کھائے تھے بعض اتنے مدھم ہو چکے تھے کہ پڑھنا دشوار بعض مسائل اپنے اندازے سے عبادت بنا کر لکھے گئے جس کا اعتراف خود ناشرین و طابعین نے کیا ہے چنانچہ فتاوی رضویہ جلد سوم مقدمہ۔ عرض حال۔ صفحہ بحساب حروف ابجد صک پر لکھا ہے کہ دو فتاوی اوّل و دوم شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن تیسری جلد جو مسودہ مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم عالیہ کے پاس تھا۔ یہ مسودہ بکھرا ہوا مبوّب اور مفصل نہ تھا۔ اصل مفقود نقل در نقل یہ چوتھی نقل تھی۔ کاپیاں۔ بڑی عرق ریزی کرنا پڑی اپنی بساط بھر مبوّب و مفصل کرنا پڑی۔ اِس کے باوجود ہمیں مکمل حالت میں

میں دستیاب نہ ہوا۔ کچھ رسائل چوری ہو گئے کچھ کرم فرماؤں نے واپس نہ کئے۔ کچھ
رسائل وجوابات ناقص ملے بعض اوراق کیڑوں نے بری طرح چاٹ لئے تھے۔ جہاں
عبارتیں خود بنانی پڑیں۔ ماسبق و مالحق پر غور کیا گیا۔ صفحہ ۲ش پر لکھا ہے۔ الغرض
صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے پھر بھی اگر کہیں کوئی کمی رہ گئی ہو تو یہ ہماری نظر
کی کوتاہی ہے اور بصیرت کی کمی ہو گی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اس سے
پاک ہوگا فتاویٰ جلد ہشتم ص۶ پر لکھا ہے۔ گذشتہ جلدوں کی طرح اس جلد میں
بہت سی جگہ الفاظ بلکہ (پوری پوری) عبارت اندازہ سے درست کی گئی ہے
ان نقلی مسودوں میں کتابت کی بھی غلطیاں تھیں حتی الامکان درست کیا گیا۔ چند جگہیں
ایسی ہیں جہاں ہم کوئی فیصلہ نہ کر پائے، وغیرہ وغیرہ یہ تمام باتیں یہاں لکھنے کا صرف
مقصد یہ ہے کہ اگرچہ ناشرین طالبعین معاونین نے ان بکھرے موتیوں کو درست
صاف اور جمع کرتے میں بہت خلوص لگن اور محنت سے کام کیا ہم کو اُن کے
خلوص میں کوئی ذرہ بھر شک نہیں مگر پھر آخر انسان ہیں بہت کمزوریاں رہ سکتی ہیں
خود ان کو بھی اعتراف ہے جس کے لیے انہوں اپنی کوتاہ نظری اور کمی بصیرت کا
ذکر کرتے ہوئے علماً عقلاً فضلاً کو دعوتِ مطالعہ مرحمت فرمایا۔ اور بتایا ہے کہ
اگر کسی مسئلے میں کوئی استدلالی یا استلفاظی یا فکری کوتاہی اور چشم پوشی پائی
جائے تو اعلیٰحضرت کا دامن اُس سے پاک ہو گا۔ لہذا اور اگر کوئی عالم مفکر فتاویٰ رضویہ
کے کسی مطبوعہ مسئلے سے اختلاف کرے تو وہ اعلیٰحضرت کی تحریر سے اختلاف
نہ ہو گا۔ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ یہ عبارتیں بعد میں اندازے سے لکھی گئی ہیں۔ بدیں
وجہ طالبعین کی اس اعتراضی عبارت کی بنیاد پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ نقشہ
نعلین پر اسماءِ الٰہیہ لکھنے کا جواز اعلیٰحضرت کی طرف سے نہیں۔ غالباً ظناً یہاں بھی کرم
خوردہ اوراق کو اندازے سے پُر کیا گیا ہے جس نے اصل مسئلے کا حلیہ بگاڑ کر
رکھ دیا۔ اور اسی کوتاہ بینی وقلتِ بصیرت کے مظاہرے اور بھی چند جگہ ہیں جو
اصل تحقیق و تفتیش وشرعی مسائل سے ہٹ گئے ہیں یقیناً وہ بھی مرتبین کے اندازے
سے خانہ پُری کی لغزش ہے۔ مثلاً۔ اسی فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص۳۶۸ پر ہے
ظاہر ہے کہ چمگادڑ پرند شکاری نہیں۔ اقول۔ حالانکہ مشاہدہ ہے کہ چمگادڑ

شکاری پرندہ ہے میں نے خود اُس کو چھوٹی نسل کے مینڈکوں کو منہ سے شکار کرتے دیکھا ہے اس طرح چھوٹی مچھلی اور دیگر حشرات کا شکار کرتی ہے۔ اور اڑتے ہوئے باز اور عقاب کی طرح شکار کرتی ہے یعنی اڑ کر آتی ہے۔ اور شکار جھپٹ لے جاتی ہے اس پیے مسئلے کی تحقیق کے لیے یہاں کے چڑیا گھر میں بھی مشاہدہ کیا۔ اور ویڈیو کیسٹ بھی دیکھی بلکہ حاصل کر کے رکھ لی۔ اس کے علاوہ علاوہ علامہ امام جاحظ کتاب الحیوان جلد اول صفحہ ۶۰ طبع بیروت میں لکھتے لَا یَعْطَادُ اِلَّا فِی طَیْرَانِ اللَّیْلِ۔ ترجمہ خفاش یعنی چمگادڑ صرف رات میں ہی اڑتے ہوئے شکار کرتی ہے۔ اور شکاری ہونا ہی اس کے حرام ہونے کا باعث ہے کیونکہ ذوناب ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ جن فقہا نے اس کو حرام کہا صرف ذوناب کی وجہ سے نہیں بلکہ اس ذوب کے شکاری ہونے کی وجہ سے۔ اور ذوناب شکاری کے حرام ہونے میں اتفاق ہے لہٰذا چمگادڑ متفقاً حرام ہوئی۔ چنانچہ ۱ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری اپنی کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ صا پر لکھتے ہیں۔ اَلْحَنْفِیَۃُ قَالُوْا یَحِلُّ اَکْلُ الْخُطَّافِ وَالْبُوْمِ وَیُکْرَہُ فِی الصُّرَدِ وَالْھُدْھُدِ۔ وَفِی الْخَفَّاشِ قَوْلَانِ الْکَرَاھَۃُ وَالْحُرْمَۃُ۔

اور کتاب ۲ رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ جلد اول صہ ۱۵ پر ہے وَالْمَشْھُوْرُ اَنَّہٗ لَا کَرَاھَۃَ فِیْمَا نُھِیَ عَنْ قَتْلِہٖ کَالْخُطَّافِ وَالْھُدْھُدِ وَالْخَفَّاشِ وَالْبُوْمِ وَالْبَبْغَاءِ وَالطَّاؤُسِ اِلَّا عِنْدَ الشَّافِعِیِّ وَالرَّاجِحُ تَحْرِیْمُہٗ

ترجمہ۔ ۱ علماء احناف نے فرمایا حلال ہے خطاف یعنی غیر شکاری چیل اور بوم اور مکروہ کہا گیا ابابیل اور ھُدھُد کو (یہ دونوں شکاری نہیں غالباً ان کی حرمت ان کی عزت کی وجہ سے ہے) اور چمگادڑ میں دو قول ایک یہ کہ چمگادڑ مکروہ تحریمی ہے دوم یہ کہ حرام ہے۔ یعنی حلت کا کوئی قول نہیں ۲ اور مشہور کر دی گئی ہے یہ بات کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اُن پرندوں کا کھانا مکروہ نہیں ہے جن کے مارنے کی ممانعت روایات میں آئی ہے۔ جیسے کہ سفید چیل (جس کی چونچ اور پیر پیلے ہوتے ہیں) اور ھُدھُد اور چمگادڑ اور بوم اور طوطا اور مور۔ بجز امام شافعی کے (یعنی امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہے) لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی ترجیح ان پرندوں کی حرمت کو ہے۔ اندازہ لگاؤ کہ کیا چمگادڑ کے متعلق اتنی کمزور بات اعلحضرت جیسے محقق

انسان کہہ سکتے ہیں اور مثلاً فتاویٰ رضویہ ہشتم صـ۲ پر مرتب عبدالمنان صاحب لکھتے ہیں کہ اعلیٰحضرت سے سوال ہوا کہ گائے کا گوشت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ہے یا نہیں۔ اعلیٰحضرت نے اس سے لاعلمی ظاہر کی ہے لیکن آپ کے صاحب زادے حضرت حجۃُ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کے حوالے سے حاشیہ میں اس کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ کیا عجیب بات ہے گویا کہ اعلیٰحضرت کو مسلم شریف نہیں آتی تھی۔ بس یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو طابعین ناشرین کی کوتاہ نظری سے پیدا ہو کر اصل مسائل میں کمزوریاں پیدا کر دیتی ہیں۔ ان کے حل کرنے کے لیے بہت تفکر چاہیئے یہاں اندھا بہرا گونگا ہونا کام نہیں دے گا۔ اور مثلاً اسی طرح فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صـ۲۰۸ پر ایک شعر کے متعلق سوال ہے کہ یہ شعر کسی نعت کا مطلع بنایا جا سکتا ہے۔ شعر

نعتِ خیرُ البشر نہ ہو جائے دل حقیقت نگر نہ ہو جائے

اس کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ مطلع سخت باطل و ناجائز ہے کہ اس میں نعتِ اقدس سے ممانعت ہے (الخ) اَقولُ۔ نامعلوم یہاں اس بالکل درست شعر کو باطل و ناجائز کیوں کہا گیا۔ حالانکہ اُردو محاورے اور طرزِ گفتگو کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس شعر میں نعت کہنے کی اجازت طلب کی گئی ہے۔ یہ نفی نہیں بلکہ سوالِ اجازت ہے جس طرح عام طور پر کہا جاتا ہے اگر آپ حکم دو تو کیا میں یہ کام نہ کر دوں شاعر یہاں بھی کہہ رہا ہے کہ حضرات سامعین کیا اس محفل میں بجائے دنیوی باتوں کے ایک نعت شریف نہ سنا دی جائے۔ اور قلبِ مومن دلِ مسلم۔ حقیقت کا آئینہ حق نما نہ بنا دیا جائے۔ اب بتاؤ کہ اعلیٰحضرت مجددِ بریلوی جن کی وطنیت اردو کا گہوارہ یعنی یوپی کا علاقہ جہاں اُردو پیدا ہوئی وہی میرا بھی وطن بدایوں میری مادری وطنی زبان بھی اُردو اعلیٰحضرت کی بھی اُردو جب میں ایسے محاوروں کو سمجھ سکتا ہوں تو کیا اعلیٰحضرت عظیم البرکت جیسی شخصیت کے لیے یہ محاورہ اور سوالِ اقراری سمجھنا کچھ مشکل تھا۔ پتہ نہیں ایسے مقامات میں ان کا پیوں میں کیا لکھا ہوگا۔ کونسا لفظ کس طرح پڑھا گیا ناشرین نے اپنے اندازے سے کیا لکھ دیا ہوگا۔ بس یہی کچھ کوتاہ نظری اور قلتِ بصری اگر نقشۂ نعلین پاک پر لغزش کر گئی ہو تو کیا بعید

ہے۔ دوسری وجہ۔ بزرگوں کی کتابوں پر یہ ظلم عرصہ دراز سے ہوتا چلا آرہا ہے کہ جب کسی بزرگ و معتبر شخص کے عقیدت مندوں کی کثرت ہوئی تو ابلیس و نفس کے دلوں میں حسد جاگا اور طرح طرح کے ذریعوں منصوبوں سے عقیدت مندوں کو اُس کی عقیدت واطاعت سے دور کرنے ہٹانے گمراہ کرنے پر کمر بستہ ہوگئے۔ اور سب سے بڑا مضبوط داؤ تحریر میں ملاوٹیں کر کے چلایا جو آج تک اور نہ جانے کب تک چلایا جاتا رہے گا۔ اس حاسدانہ تخریب کاری سے تو سابقہ کتبِ آسمانی بھی نہ بچ سکیں یہودیوں نے عیسائیوں کو اور عیسائیوں نے خود اپنے آپ کو اور آنے والے ہم مذہب نسلوں کو ان ہی ملاوٹوں کی تخریب کاری سے گمراہ و بے راہ کیا۔ آج تک کون سی کتاب ہے جو اِن ظالموں کی زد سے بچ سکی۔ انجیل توریت میں تو کچھ اپنی سہولتوں دنیوی لالچوں کے لیے بھی ردّ و بدل تغیر و تبدّل کیا جاتا رہا لیکن بعد والے خُبَثَا نے تو صرف بزرگوں کو بدنام کرنے یا اُن کے عقیدت مندوں کو بدظن یا گمراہ کرنے کے لیے ایسا کیا۔ غوثِ اعظم کی کتابوں سے لے کر محی الدین عربی تک ہر ہر بزرگ کی کتابوں پر یہ ظالمانہ نشتر لگائے نہ ہی اعلٰحضرت کی بہت سی تصنیفات مخالف ہاتھوں سے بچ سکیں جب غلطی سے تاج کمپنی کو ترجمہ کنز الایمان مع تفسیر سیّد صُدور الاَ فاضل خزائن العرفان چھاپنے کی اجازت دی گئی تو تاج کمپنی کے بے ایمانوں نے کیا کیا تخریب کاریاں کیں یہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حدائقِ بخشش حصہ سوم میں کیا کچھ کیا گیا کہ آج تک سنی شرم سے سرنگوں ہیں۔ ہمارا یہ دور تو خیر بہت ہی فریبِ قیامت ہے خود اعلٰحضرت کو اپنے دور میں بہت سی ملاوٹ شدہ کتابوں سے واسطہ پڑا جن کا ذکر اعلٰحضرت نے اپنے فتاویٰ رضویہ جلد ششم اور جلد نہم میں کیا ہے بلکہ بہت مضبوط و مبسوط انداز میں تخریب کاری کا پردہ چاک کرتے ہوئے دھوکے بازوں ملاوٹیوں کے فریب سے مسلمانوں کو بچانے کے ساتھ ساتھ کتابوں کی سچی و صحیح تحریر کی نشاندہی فرمائی جس سے کم از کم اُن کتبِ بزرگان کی حقیقت کیفیت روزِ روشن کی طرح صاف اور واضح ہوگئی اور آئندہ کے لیے مسلمانوں کو بیدار و ہوشیار کر دیا۔ مخالفین کی چابکدستیوں کا تھوڑا بہت سدّباب ہوا۔ آج میری یہ تحریر اور اپنے سنی مسلمانوں کو اِس نقشۂ نعلین کے ساتھ احمقانہ حرکت سے آگاہ کرتا بچانا باز رکھنا۔ سب اعلٰحضرت

کی عطا کی ہوئی اِسی روشنی کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص۳۰۸ سے ص۳۱۱ تک ہے۔
یہ بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں، خصوصاً حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو گنتی نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بھر دئے ہیں۔ آگے لکھا ہے۔ مخدوم بہار صاحب کی طرف سے نہیں مان سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے۔ یہ وہابیہ میں سے ہی کسی کا الحاق ہے۔ پہلے لکھا ہے کہ ثانیاً کسی کتاب کا ثابت (درست و صحیح) ہونا اُس کے ہر فقرے کا ثابت ہوتا نہیں۔ یعنی ساری کتاب سے عقیدت و محبت ہونے کے باوجود اسی کتاب کے غلط فقرے کو نہیں مانا جائے گا ص۳۱۱ پر لکھا ہے حالانکہ رب عَزَّوَجَلَّ فرما چکا کہ عزت ساری اللہ کے لیے ہے تو قطعاً اُن کی (انبیاء کرام کی) عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے۔ صفحہ ۳۰۹ پر اعلیٰحضرت نے ایک ایسا قاعدہ باندھا ہے جس کے ذریعے ہم ہر قسم کی تخریب کاری باطل اِلحاقات اور کوتاہ نظری و قلتِ بصیرت سے بچ سکتے ہیں۔ فرماتے۔ وہ کتاب جیسے اب تک علما کے درس وتدریس یا نقل وتمسک یا ان کی مطمحِ نظر رہی ہو۔ (الخ) زبانِ علما میں صرف وجود کتاب کافی نہیں۔ بلکہ متداول ہونا ضروری۔ یہاں تک کہ امام محمد اور امام یوسف کی کتابوں میں چھان بین کی جائیگی۔ اعلیٰحضرت نے اس قانون کلیہ کیلئے درمختار اور احیاء العلوم کے حوالے پیش فرمائے۔ ان صفحات پر اعلیٰحضرت علیہ الرضوان سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ ہر کتاب میں الحاقات ہو سکتے ہیں اور غیروں سے ہی نہیں اپنوں کی کوتاہ نظری و قلتِ بصری سے بھی اصل مسئلہ غلط لکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا کتاب سے استفادہ تب ہوگا جب کتاب کا ہر مسئلہ علما کے مطمحِ نظر میں آجائے بطریقہ درس وتدریس یا نقل وتمسک۔ اکابر کی کتب سے مسائل کا سمجھنا اندھے بہرے عقیدت مندوں کا کام نہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص۲۷ و ص۲۸ پر لکھا ہے کسی نے غنیۃ الطالبین کتاب کے متعلق سوال کیا کہ کیا یہ کتاب غوث پاک کی ہے اور اس کی تمام عبارتیں صحیح ہیں۔ جواب میں فرمایا۔ اولاً کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت شیخ عبد الحق محدثؒ دہلوی کا یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے سیدنا غوثِ اعظمؒ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے اور امام ابن حجر مکیؒ نے تصریح

فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقینِ عذاب نے الحاق کر دیا ہے لہذا خبردار دھوکہ نہ کھانا۔ ملاوٹ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا غوث پاک اس سے بری ہیں ص۲۹ پر لکھا ہے۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں بیان فرمایا کہ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اس میں کچھ عبارت ملنی دلیل نہیں کہ بے کم وکاست مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخوں سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت اکثرت نہ ہو گی۔ کیونکہ ان کی اصل وہی مجہول قلمی ہے جیسے فتوحاتِ مکیہ کے مطبوعہ نسخے۔ ثالثاً اگر بہ سند ہی ثابت ہو تو تواتر و تحقیق درکار دالخ) سبحان اللہ کیا عظیم فیصلہ فرما دیا کتنی سخت الجھنیں دور کر دیں تقریباً وہی حالات بیان فرما دیئے جو ناشرینِ فتاویٰ نے فتاوے کے مسودات کے بیان کئے ہیں جب یہ بات سمجھی گئی تو اب اسی تمہید تمسک پر ہم فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۱۱۹ کے مسئلے کو دیکھتے ہیں۔ ان پانچ سطری تحریر میں نقشہ نعلین پاک پر اسم الٰہی آیت قرآنی لکھنے کے جواز پر چار دلیلیں دی گئی ہیں ۱ نقشے کو اصل نعلیں پر قیاس کرنا۔ قیاس مع فارق ہے ۲ اعمال کا مدار نیت پر ہے ۳ فاروقِ اعظم نے جانوران صدقہ کی رانوں پر حَبِيْسٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں۔ کَمَا رَدُّ الْمُحْتَارِ۔ ص۴ بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے کہ ابن عباسؓ نے سعید ابن جبیرؓ کی پہنی ہوئی استعمالی جوتیوں کے تلووں پر اپنے ایک مضمون کا بقیہ کاغذ کے تمام ختم ہو جانے کی صورت میں لکھا دالخ) ہم کو ان چاروں دلیلوں پر کلام ہے یہ سب دلیلیں انتہائی کمزور ہیں اس لیے یہ اعلحضرت کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتیں ضرور یہ عبارت کسی کوتاہ نظری اور قلتِ بصری کا شکار ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

پہلی دلیل کا جواب۔ یعنی نقشہ نعل کو اصل نعل پر قیاس مع الفارق ہے۔ اُقُوْلُ غلط ہے یہ قیاس مع الفارق نہیں بلکہ قیاس مع التطابق ہے۔ تعریف قیاس یہ ہے کہ اصل یعنی مقیس علیہ کا حکم فرع یعنی مَقِيْس پر بھی علتِ مشترکہ کی وجہ سے نافذ کیا جائے۔ چنانچہ علم اصولِ فقہ کی کتاب توضیح و تلویح جلد دوم ص۵۳۵ پر ہے اَلرُّكْنُ الرَّابِعُ فِي الْقِيَاسِ وَهُوَ تَعْدِيَةُ الْحُكْمِ مِنَ الْأَصْلِ إِلَى الْفَرْعِ بِعِلَّةٍ مُتَّحِدَةٍ أَيْ إِثْبَاتُ حُكْمٍ مِثْلُ حُكْمِ الْأَصْلِ فِي الْفَرْعِ وَالْمُرَادُ

بِالْاَصْلِ اَلْمَقِیْسُ عَلَیْہِ وَبِالْفَرْعِ اَلْمَقِیْسُ ۔ ترجمہ ۔ اصل کا حکم علت متحدہ کی وجہ سے فرع یعنی مقیس کے لیے ثابت کرنا۔ اصل سے مراد وہ پہلی چیز ہے جس پر کسی دوسری چیز کو مطابق کیا جائے اور فرع رہے جس کو مطابق کیا جائے۔ اور چاروں چیزیں درست ہو جائیں تو قیاس مع الفارق نہیں ہوتا بلکہ درست ہوتا ہے اور درست قیاس حجۃ شرعی ہے۔ چنانچہ اصول فقہ کی کتاب نور الانوار ص ۲۲۸ پر ہے وَالْحَاصِلُ اَنَّ هٰهُنَا ثَلٰثَةُ اُمُوْرٍ اَلْاَوَّلُ اَنَّ الْاَصْلَ فِیْ کُلِّ نَصٍّ اَنْ یَّکُوْنَ مَعْلُوْمًا وَالثَّانِیْ اَنْ لَّا بُدَّ مِنْ دَلِیْلٍ مُّسْتَقِلٍّ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ هٰذَا النَّصَّ فِی الْحَالِ مَعْلُوْلٌ بِقَطْعِ النَّظَرِ عَنْ ذَالِکَ الْاَصْلِ وَالثَّالِثُ اَنْ لَّا بُدَّ مِنْ دَلِیْلٍ یُّمَیِّزُ الْعِلَّةَ عَنْ غَیْرِهَا وَیُبَیِّنُ اَنَّ هٰذَا هُوَ الْعِلَّةُ دُوْنَ مَا عَدَاهُ فَاِذَا اجْتَمَعَتْ هٰذِہِ الثَّلٰثَةُ فَلَا بُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ الْقِیَاسُ حُجَّةً

ترجمہ ۔ خلاصہ یہ کہ یہاں تین چیزیں ہیں اگر وہ تینوں پائی جائیں تو قیاس درست ہے اور شرعی حجۃ یعنی دلیل ہے۔ پہلی یہ کہ اصل واقع میں معلول بن سکتا ہو دوم یہ کہ کوئی ایسی مستقل دلیل ہو جو ثابت کرے کہ یہ نص فی الحال معلول ہے اصل یعنی مقیس علیہ کو بغیر دیکھے۔ سوم یہ کہ ایسی بھی دلیل ہونی لازم ہے جو علت کو ممتاز اور علیحدہ کر کے بتا دے کہ یہاں فقط یہی علت ہے نہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور پس جب یہ تینوں چیز پائی جائیں گی تو یقیناً وضرورۃً قیاس شرعی حجت بن جائے گا۔ یعنی قیاس غلط یا مع الفارق نہ ہوگا۔ اب دیکھئے نعلین پاک اور نقشہ نعلین میں تمام چیزیں درست ہیں ۱ اصل نعلین پاک مقیس علیہ ہے ۲ اس کا حکم نص قرآنی سے ثابت ہوا کہ یہ حقیر ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ۔ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اس آیت کریمہ نے ہر جوتی کا حکم بنا دیا کہ وہ حقیر ہوتی ہے۔ مقدس مقامات پر نہ لے جانا چاہئے اگرچہ نبی مرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بھی ہو۔ عند اللہ وہ حقیر ہے۔ ۳ اس کی تحقیر کی علت اس کا جوتی والا نقشہ اور شکل وصورت ہے۔ اس علت کی بنا پر ہی فقط اس کو حقیر کیا گیا۔ ۴ جب یہی شکل وصورت کاغذ پر بنائی گئی تو وہاں بھی وہی علت آگئی تو گویا دونوں جگہ یعنی اصل پیر کی جوتی اور کاغذی جوتی میں علت متحد ہو گئی اور جب علت متحد تو حکم متحد۔ تو جو حکم اصل

جوتی کو تحقیر کا لگا وہی نقشۂ نعلین کو لگے گا۔ یعنی وہ بھی حقیر یہ بھی حقیر تو جب اصل جوتی پر آیت یا اسم لکھنا ناپسند اور حرام تو نقشے پر بھی نام پاک لکھنا حرام ہے یہی وہ قیاس حقیقت ہے جس کو ناشرین طالبین نے فتاوی رضویہ کی اس عبارت میں نظر انداز کر دیا اور کچھ کا کچھ لکھدیا یہ کیسے ممکن ہے کہ اعلیٰحضرت ایسی کمزور بات لکھیں ۔نیز قیاس مع الفارق بھی چند قسم کا ہے جن میں صرف ایک باطل ہے باقی درست ہیں اگرچہ کمزور ہیں چونکہ قیاس کی بنیاد علت پر ہے اور علت چار قسم کی تو قیاس بھی چار قسم کا ہوا جن میں ایک قیاس صحیح ہے باقی مع الفارق۔ علت کی اقسام یہ ہیں ۱ علتِ تامہ ۲ علتِ ناقصہ ۳ علتِ فاسدہ ۴ ضعیفہ۔ اگر کسی قیاس میں بالکل صحیح علت پائی جائے تو قیاس بالکل درست ہوگا اور اُس کو حجت شرعی کہا جاتا ہے ۲ لیکن اگر علت فاسدہ ہے تو قیاس مع الفارق باطل ۳ اگر علت ناقصہ ہے تو قیاس مع الفارق ناقص ۴ اگر علت ضعیفہ ہے تو قیاس مع الفارق ضعیف، اگر ایک ہی وجہ ایک ہی علت ہو اور بالکل صحیح ہو تو قیاس درست ہوگا۔ لیکن اگر ایک ہی علت ہو اور وہ بھی غلط تو قیاس مع الفارق باطل۔ اگر چند علتیں ہوں صحیح بھی لیکن قیاس غلط علت سے کیا گیا تو قیاس مع الفارق ناقص۔ اگر ایک ہی علت سے مگر اصل کے لیے تو مکمل ہے فرع کے لیے مکمل نہیں تو قیاس مع الفارق ضعیف ہوگا۔ یعنی ایک قیاس صحیح ہوا اور تین قیاس مع الفارق ۔باطل ۔ناقص۔ ضعیف۔ ان تینوں میں باطل قیاس ہمیشہ ناجائز، شرعی دلیل نہیں بن سکتا ۔ناقص ۔بطریقہ قیاس حجت شرعی نہیں بن سکتا دوسری علت سے بن سکتا ہے یا تیسری علت سے بن سکتا ہے۔ اس کی مثال یہ کہ اعلیٰحضرت نے فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص۳۲۶ پر مذبوحہ حلال جانوروں کی اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مسلمانوں کے لیے مکروہ تحریمی فرمایا اور کراہت کو قیاس مع الفارق سے ثابت کیا۔ آپ سے پہلے کسی فقیہ و امام نے ان کو مکروہ تحریمی یا تنزیہی بھی نہ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں ۱۸ کرش یعنی اوجھڑی ۱۹ اَمعَا یعنی آنتیں بھی اِس علم کراہت میں داخل ہیں۔ بے شک دُبر اگر فرج و ذکر سے اور کرش و اَمعَا مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں۔ فرج و ذکر اگر گزرگاہِ بول و منی ہیں تو دُبر گزرگاہِ سرگین ہے۔ مثانہ اگر معدنِ بول ہے شکنبہ و رودہ مخزنِ فرث

ہیں یہاں مجدد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنتوں اور اوجھڑی کو مثانہ پر قیاس فرمایا مگر علت توافق نہیں تفاوت و تفارق ہے کہ مثانہ کی علت معدنِ بول ہونا ہے اور آنتوں کی علت مخزن ہونا بنایا گیا۔ معدن و مخزن میں کثیر تفریق ہے۔ معدن، وطن اور مولد ہوتا ہے لیکن مخزن صرف ظرف اور مظروف ہوتا ہے اس لیے یہ قیاس مَعَ الفَارق ہوا۔ لیکن چونکہ یہاں کراہت کی ایک دوسری علت بھی ہے جو مثانہ کی علت سے متحد ہے اس لیے یہ قیاس مع الفارق بھی جائز مانا جا سکتا ہے وہ علتِ ثانیہ ان کی خباثت نفسیہ کی وجہ سے کراہت طبعیہ ہے۔ چنانچہ یہیں پر امام اعظم کا قول نقل فرمایا گیا۔ کہ حاشیہ طحطاوی میں ہے۔ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رض اَلدَّمُ حُرَامٌ بِالنَّصِّ وَالسِّتَّۃُ نُکْرِھُھَا لِاَنَّھَا تَسْتَخْبِثُہٗ اَلاَنْفُسُ۔ وَنُکْرِھُھَا الطَّبَائِعُ۔ ترجمہ۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خون تو نصِ قطعی یعنی آیت پاک کی عبارۃُ النص سے حرام ہوا ہے اور حدیث مبارکہ کی فرمودہ باقی چھ چیزیں اس لیے مکروہ فرمائی گئیں کہ انسانی طبیعت ان کو خبیث یعنی گھنونی اور ناپسند و کراہت کرتی ہے یہ دوسری علت مشترک ہے مثانہ اور اوجھڑی آنتوں وغیرہ میں ثابت ہوا کہ بعض قیاس مَعَ الفارق۔ جائز و درست ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا استنباط درست نہ ہوتا اور اوجھڑی و آنتوں کا کھانا مکروہ نہ ہوتا۔ اس قیاس مع الفارق کا اثر یہ پڑا کہ علما صوفیا مشائخ اہلِ تقویٰ و مُقتدا اہلِ وظائف بزرگوں کے لیے یہ ممنوع و نقصان دہ لیکن عوام میں سے کوئی اچھی طرح پاکیزہ کر کے پکائے تو گناہ نہ پڑے گا۔ کیونکہ اوجھڑی گندگی کا معدن نہیں صرف برتن ظرف و مخزن ہے اور آنتیں تو مخزن بھی نہیں صرف گزرگاہ ہیں اور نفاست کے خلاف گھنونی۔ بہت سی نفاستِ طبع تو مکھی گرے سالن یا بال پڑے شوربے سے بھی گھنیاتے ہیں اور کھا نہیں سکتے بخلاف دیگر فرمودۂ احادیث خُصیتین وغیرہ کہ وہ ہر ایک مسلمان کے لیے حرام ہیں کھانے والا گنہگار۔ اس لیے کہ وہ اعضا یا تو خود نجس ہیں یا گھنونے شدید یا مَعْدَنِ نجاست ہیں۔ رہا تیسرا قیاس مَعَ الفَارِق یعنی قیاس ناقص۔ مثلاً۔ ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ عورت کے استعمالی زیور پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ استعمالی سونے چاندی کے زیور پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ دونوں طرف سے قیاس

کیا گیا مگر ائمہ ثلاثہ کا قیاس مَعَ الفارق ہے اور ضعیف ہے۔ کیونکہ استعمالی زیور کی دو مشابہتیں ہیں اس لیے دو علتیں ہوگئیں ایک علت سونے چاندی ثمنیت دوم علت بذلیت چاندی سونے کی علتِ ثمنیت دائمی اور قوی لیکن بذلیت عارضی اور کمزور ہے۔ امام اعظم نے زیور کو اصل سونے پر قیاس فرمایا جس میں علت سونے کا ثمن (قیمت) ہونا۔ مالِ نامی ہوتا ہے۔ یہ دائمی علت ہے اس لیے امام اعظم کا قیاس مضبوط اور مطابق ہے۔ ائمہ ثلاثہ نے زیور کو گھریلو سامان استعمالی کپڑوں برتنوں پر قیاس کیا۔ کہ جس طرح گھر کے استعمالی سامان پر زکوٰۃ نہیں، استعمالی زیور پر بھی زکوٰۃ نہ ہونی چاہیے۔ مگر یہ بالکل عارضی علت ہے جو ختم ہو جاتی ہے۔ ثمنیت کبھی بھی ختم نہیں ہوسکتی اس لیے امام اعظم کا قیاس مضبوط اور حجتِ شرعی ہے مگر ائمہ ثلاثہ کا قیاس مَعَ الفارق ہے اور ضعیف۔ لہٰذا شرعاً زیور پر زکوٰۃ ہر سال فرض ہے یہ قیاسات کی بات تھی۔ روایات و احادیث کے دلائل دو طرفہ اس کے علاوہ ہیں۔ مگر وہاں بھی ائمہ ثلاثہ کی دلیلیں نہایت کمزور ہیں، یہاں اُن کے ضمنی بیان کی گنجائش نہیں۔ بہرکیف ہم جس قیاس مَعَ الفارق کا ذکر کر رہے ہیں یعنی اصل نعلینِ پاک اور ان کا نقشہ وتمثالِ پاک۔ یہاں تو سرے سے قیاس مع الفارق ہے ہی نہیں کیونکہ اصل وفرع میں ایک ہی دائمی علت ہے۔ یعنی شکل و صورت لہٰذا حکم بھی ایک یعنی تحقیر بلکہ جن اصاغر کے نزدیک اکابر کی نعلینِ پاک معظم ہیں اُن کے ذہن وتصور میں بھی جوتی اصلاً حقیر ہی ہوتی ہے اور بزرگ کی جوتی کی تعظیم وتوقیر کا مقصد اُن کے خیال میں بھی یہ ہوتا ہے کہ ہم اس بزرگ کی بارگاہ میں اِس حقیر جوتی سے بھی حقیر ہیں اور حقیر جوتی بھی ہمارے سر کا تاج ہے۔ بخلاف فتاویٰ کی اس عبارتِ منسوبہ مشکوکہ کے کہ یہاں استعمال کو علت بنا ڈالا حالانکہ یہ علت نہیں ہوسکتی۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نقشۂ نعلین کی عزت وتعظیم کے لیے تو شکل وصورت کو علتِ غائی بنایا جائے۔ اور اس پر آیت لکھنے کے لیے شکل وصورت سے منہ موڑ کر استعمال وغیرہ استعمال کا تفاوت پیدا کیا جائے اگر علتِ غائی جوتی کی شکل وصورت ہے تو ہر جگہ یہی ہوگی اور اگر بذلیت واستعمال کا تفاوت مدِ نظر رکھنا ہے تو پھر دونوں جگہ یہی ہوگا۔ اور پھر اس تفاوت کے تحت

نقشۂ نعلین کی تو عزت ثابت ہوگی اصل نعلِ پاک کی تعظیم ثابت نہ ہو سکے گی حضرت قبلہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ کا وہ شعر بھی غلط ہوگا۔ کہ جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور (الخ) یہ شرعی قواعد وضوابط ہیں کوئی عام بات نہیں کہ جس طرح چاہا جہاں چاہا توڑ موڑ کر لیا۔ فتاویٰ رضویہ میں منسوبہ عبارت کی دوسری دلیل کہ اور اعمال کا مدار نیت پر یہ بات تو بالکل ٹھیک ہے۔ مگر بنایا جائے کہ نقشۂ نعلین پاک پر اسمِ الٰہیہ یا آیتِ قرآن مجید لکھنے میں آپ کی کیا نیت ہے۔ اس لیے کہ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات والی روایت مقدسہ میں نیت کا وجود مراد ہے نہ کہ نفیِ مطلق۔ کیونکہ توہین اور بے ادبی والے افعال میں نیت بے ادبی ہو یا نہ ہو۔ اور بلا کسی ارادے کے توہین آمیز کام کیا جائے تب بھی اُس کو گستاخی و توہین شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ فتاویٰ شامی جلد سوم ص ۳۹۲ پر ہے۔ وَیُظْهِرُ مِنْ هٰذَا اَنَّ مَا کَانَ دَلِیْلَ الْاِسْتِخْفَافِ یَکْفُرُ بِهٖ وَاِنْ لَمْ یَقْصُدِ الْاِسْتِخْفَافَ۔ ترجمہ۔ اگر کوئی جانتے بوجھتے عمدًا ایسا کام کرے جو ظاہرًا توہین ثابت ہوتا ہو تو کرنے والے پر التزامِ کفر ہو جائے گا اگرچہ اُس کا ارادہ توہین کا نہ ہو۔ نیز مسئلہ ہے کہ کعبہ کی سمت منہ کرکے بڑا یا چھوٹا پیشاب کرنا منع ہے اگرچہ ہزاروں میل کے فاصلے سے آبادیوں اور گھروں دیواروں کے گھیروں میں ہو۔ کیونکہ یہ توہین کعبہ ہے اب اگر کوئی شخص توہین کی نیت نہیں کرتا بلکہ اُس کا کچھ بھی ارادہ نہیں بلکہ کعبہ کا خیال تک اُس وقت نہیں آیا۔ لیکن اس فعل سے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگیا قیامت میں سزا پائے گا۔ ایک دفعہ آقاءِ کائنات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امام مسجد کو سمتِ کعبہ تھوکتے دیکھا تو آپ نے مقتدیوں کو حکم فرمایا کہ اس کو آئندہ امام نہ بنایا جائے اس نے جب اپنے نمازیوں سے سرکار کا یہ حکم سنا تو گھبراتا لرزتا حاضرِ بارگاہِ سرکار ابد قرار ہوا۔ اور عتاب کی وجہ پوچھی تو آپ نے یہ کام اُس کو یاد دلا کر فرمایا کہ تو نے اللہ رسول کو ناراض کر دیا پھر کبھی اس کو امامت کی اجازت نہ ملی۔ از مشکوٰۃ شریف ص۷۱ بَابُ الْمَسَاجِد وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوۃِ فصل ثالث حدیث پاک ۶ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ خَلَّادٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد۔ حالانکہ اُس امام کی اس کام سے توہینِ کعبہ کی کوئی نیت وغیرہ نہ تھی۔ اللہ اکبر۔ مقامِ ادب بھی کتنا نازک مرحلہ ہے اب یہاں کہنے پھر کہ

ہماری نیت توہین کی نہ تھی۔ اگر یہاں بھی اعمال کا مدار نیت پر ہوتا۔ تو اَصدَقُ الصَّادِقِین اَعدَلُ العَادِلِینَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم۔ سب سے پہلے اُس کی نیت پوچھتے۔ کعبہ کی سمت پیشاب یا تھوکنا تو بڑا جرم ہے اُس طرف تو کُلی کرنا بھی حرام جب کعبہ معظمہ کی یہ عظمت تو اسماءِ پاک آیتِ قرآن کی کیا شان ہو گی۔ اور نقشہِ جوتی مُطہرہ پر لکھنا اللہ رسول کی کتنی ناراضگی کا باعث ہے کیا کبھی اس کا بھی اندازہ لگایا ہے یا قیامت ہی کا انتظار ہے۔ وہاں تو اندازہ ہو ہی جائے گا مگر وہ مفید نہ ہوگا۔ مخالف کی تیسری دلیل۔ لکھا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر حُبَیسٌ فِی سَبِیلِ اللہِ۔ داغ فرمایا تھا حالانکہ اُن کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں کَمَا فِی رَدِّ المحتار۔ اَقُولُ۔ یہ روایت مجھ کو رَدُّ المحتار شامی میں تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی ہاں البتہ یہ عبارت فتاویٰ بزازیہ کتاب الاستحسان علیٰ عالمگیری جلد ہشتم صـ۳۸ میں اس طرح لکھی ہے۔ وَقَدرُوِیَ اَنَّہٗ کَانَ مَکتُوبًا عَلٰی اَفخَاذِ اَفرَاسٍ فِی اَصطَبلِ الفَارُوقِ۔ حُبِسَ فِی سَبِیلِ اللہِ۔ ترجمہ اور روایت کیا گیا ہے کہ بے شک لکھا ہوا تھا گھوڑوں کی رانوں پر فاروق اعظم رضؓ کے اصطبل میں حُبِسَ فِی سَبِیلِ اللہِ یہ ہے وہ پوری عبارت جس کو ہمارے مدعیٰ علیہ صاحب نے اپنی بے ادبی کے جواز پر دلیل بنایا۔ یہاں تک کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں بھی اس کو لکھ دیا گیا۔ لیکن ہم فتاویٰ رضویہ سے ہی اس کی تردید پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صـ۳۶۵ پر ہے کسی نے سوال کیا کہ اُلّو کے بارے میں لکھا ہے کہ عالمگیری میں لکھا ہے اَلبُومُ یُوکَلُ۔ یعنی اُلّو کھانا جائز ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اعلحضرت کا ارشاد ہے۔ الجواب عبارتِ عالمگیری جو امداد المسلمین میں نقل کی اُس کی اُس کے شروع میں لفظِ قِیلَ واقع ہے۔ یہ لفظ اُس قول کے ضعف پر دلیل ہے۔ یعنی اعلحضرت نے فتاویٰ عالمگیری کی اس عبارت کو فقط اس لیے رد فرمایا کہ وہ لفظِ قیل سے شروع تھا۔ اور قیل فعل مجہول کا صیغہ اور فعل مجہول ضعیف ہوتا ہے کیونکہ قائل وفاعل نامعلوم ہے۔ (پتہ نہیں کسنے ایسا غلط مسئلہ یا غلط بات لکھ ڈالی) اور اعلحضرت ہی کے نزدیک ضعیف قول پر فتویٰ دینا جہالت اور مخالف اجماع ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم صـ۳۱۵

سطر ۶ ص ۷ میں بحوالہ درّ مختار اس طرح ارشاد ہے کہ اور قولِ ضعیف پر حکم وفتویٰ دینا جہل ومخالفتِ اجماع ہے۔ داغ، ثابت ہوا کہ مجہول صیغے سے مسئلہ بیان یا لکھا گیا ہو تو وہ قولِ ضعیف ہے اُس کو ماننا اور اُس کے مطابق فتویٰ دینا یا عمل کرنا جاہلوں کا کام ہے یہ سب کچھ فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے۔ بس اسی بنیاد پر گھوڑوں کی رانوں پر لکھنے کا ذکر ہے۔ وہاں بھی قَدْ رُوِیَ۔ فعلِ مجہول قولِ ضعیف ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اعلیٰحضرت خود اپنے فرمان کی زد میں آکر جہالت کا فتویٰ دیدیں لازمًا ماننا پڑے گا کہ یہ ساری عبارت کوتاہ نظری کی نذر ہو گئی۔ اور ہمارے مدّعیٰ علیہ کو عقیدت جتانے کا گستاخانہ موقعہ ہاتھ آ گیا۔ یہ تو تھی فتاویٰ رضویہ سے ہی فتاویٰ کی تردید۔ لیکن اس عبارت کے غلط اور مشکوک ہونے کی اور بھی بہت سی وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ فتاویٰ بزازیہ کی اس عبارت میں لکھا ہے۔ اَنَّہٗ کَانَ مَکْتُوْبًا۔ بے شک لکھا ہوا تھا۔ "قول" لکھا ہونا یا قلم سے ہوتا ہے یا برش سے اور جانور کے جسم پر لکھنا وقتی اور عارضی ہوتا ہے۔ جو خود بخود تھوڑی دیر یا تھوڑے دنوں کے بعد جھڑ جاتا ہے یا بارش سے ڈھل جاتا ہے۔ اگر یہ واقعہ سچا ہو تو ہو سکتا ہے جب زکوٰۃ اکھٹی کرنے والے لوگ وہ صدقات وزکوٰۃ لا رہے ہوں تو دیگر جانوروں سے مخلوط ہونے کے ڈر سے انہوں نے قلم یا برش سے لکھ دیا ہو۔ اور اصطبل میں بند کرتے وقت کسی مورخ راوی کی نگاہ اُس پر پڑ گئی ہو۔ اِس بات کا فاروق اعظم رضی کو علم بھی نہ ہو۔ نامعلوم کون کاتب تھا کس کے مشورے سے تھا۔ پھر مقصد پورا ہونے کے بعد اُس پر ہاتھ پھیر کر جھاڑ دیا ہو۔ ایسی مجہول عبارت میں تو بے شمار احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں فتاویٰ رضویہ کے ناطبین یا مصححین نے یہاں لکھدیا داغ فرمایا تھا۔ مَکْتُوْبًا کُتِبَ کا اسم مفعول ہے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے۔ داغ فرمایا تھا۔ لکھنا اور اسم مفعول مکتوبًا کا فاعل صاف صاف فاروق اعظم کو بنانا۔ نُعْتاً صَرْفًا۔ تحوًا۔ اور دیانتًا قطعًا غلط ہے۔ ایسی فحش غلطی کی نسبت اعلیٰحضرت کی طرف کرنا طابعین کی جلد بازی ہے۔ اور اِس جلد بازی سے فوری طور پر مدّعیٰ علیہ کا استفادہ کرنا مزید گمراہی پھر ڈھٹائی یہ کہ میرے کان بہرے ہیں کیا اعلیٰحضرت کو پتہ نہیں تھا کہ داغنے کے لیے عربی میں "نقش" یا "ختم" یا "حصر" ہوتا ہے۔ تو

منقوشٌ یا مختومٌ یا محفوظٌ۔ ہونا چاہیئے تھا۔ (از لغات المجم ص۵۳ و لغات کشوری ص۲۲)
وجہ دوم یہ کہ شرعی اصول یہ ہے کہ طب کی بات طبیب یا کتبِ طب سے۔ منطق کی بات منطقی یا کتبِ منطق سے۔ تاریخ کی بات مؤرخ یا کتبِ تاریخ سے فقہ کی بات فقیہ یا کتبِ فقہ سے حدیث کی بات محدث یا کتبِ احادیث سے ہی ملے تو معتبر ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ فاروقِ اعظم کی طرف منسوب شدہ یہ واقعہ یا تاریخ سے تعلق رکھتا ہے یا سیر سے یا روایت و درایت سے مگر تلاشِ بسیار کے باوجود یہ واقعہ نہ معتبر کتبِ احادیث سے دستیاب ہو سکا نہ کسی سیر و تواریخ سے نہ مجھے نہ فتاویٰ رضویہ کو۔ مجھے ملتا ہے تو فتاوی بزازیہ سے یا ایک اخباری بیان سے اور فتاویٰ رضویہ کو حوالہ ملتا ہے ردّ المحتار سے (جو اگرچہ ابھی تک میرے نزدیک مجہول و گمنام ہے) وجہ سوم۔ اور وہ بھی ایسی اضطرابی کیفیت سے کہ نہ سند کا پتہ نہ رُوات کا نہ ناقل کا علم نہ منقول کا۔ ہر چیز میں اضطراب انفطار دیکھو۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ امیرالمومنین فاروق اعظم نے۔ یعنی خود دستِ اقدس سے بصیغۂ فعل معروف۔ مگر فتاویٰ بزازیہ میں ہے کانَ مکتوبًا (بصیغۂ مجہول۔ کاتب نہ معلوم) ۲ فتاویٰ رضویہ میں جانورانِ صدقہ جن میں گائے بکری اونٹ گھوڑا خچر گدھا سب حلال حرام جانور شامل مگر بزازیہ میں ہے علیٰ افخاذِ افراس۔ یعنی صرف گھوڑے ۳ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ جانورانِ صدقہ جن میں صرف زکوٰۃ کے جانور شامل مگر فتاویٰ بزازیہ میں کوئی تعین نہیں کہ گھوڑے کیسے تھے لشکری تھے یا زکوٰتی ۴ فتاوی رضویہ میں ہے حُبَیْسٌ مگر فتاوی بزازیہ میں ہے حُبس۔ ایک اخباری بیان میں کسی کتاب سے نقل کرتے لکھا ہے۔ جَیْشٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ حُبَیْسٌ کا ترجمہ ہے زیادہ رکنے والا۔ مبالغ کا صیغہ بروزنِ فُعَیْلٌ اور حُبِسَ کا ترجمہ ہے روکا گیا۔ اور جیشٌ کا ترجمہ ہے۔ لشکر ۵ فتاویٰ رضویہ اور بزازیہ میں رانوں اور افخاذ مگر اس اخباری بیان میں ہے پیٹھوں پر۔ یہ افتراق و انتشار کے اقوال طالبین مصنفین۔ ناقلین اور ہمارے ان مدعیٰ علیہ صاحب کے نزدیک تو شاید معمولی خیال کئے جاتے ہوں مگر محدثین کے نزدیک یہی اضطرابات روایت کو مشکوک اور ناقابلِ قبول بنا دیتے ہیں دیکھو اصولِ حدیث کی کتابیں اور ہدایہ جلد دوم ص۲۱

پر ۲ فتاویٰ رضویہ میں ہے داغ فرمایا جس کے یے لازمًا لفظ مکتوبًا نہیں آسکتا کیونکہ داغ اور کتاب میں کثیر فرق ہیں۔ مگر بزاز یہ میں ہے مکتوبًا نہ منقوشا نہ مختومًا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ حالانکہ رانین بہت محل بے احتیاطی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بے احتیاطی فاروق اعظم کو کیوں نظر نہ آئی اور جانور کے اتنے بڑے جسم میں کسی اور جگہ گردن ماتھا وغیرہ داغ کیوں نہ فرمایا اور صرف بے احتیاطی نہیں بلکہ یقینی بے احتیاطی اور یقینی غلاظت میں اللہ جلّ جلالہٗ کا نام۔ کیونکہ داغا ہوا لفظ تو کبھی ساری عمر مٹتا ہی نہیں۔ بلکہ بعد زندگی کھال اتر کر بھی نہ معلوم وہ کھال اتر کر کس کافر کے ہتھے لگے اور اس نام پاک و اسم مقدس والی جگہ کو کہاں ڈالا گیا یا پھینکا جائے۔ کیا فاروقِ اعظم ان تمام تصورات لرزہ خیز سے آنکھیں بند کئے تھے کیا فاروقِ اعظم پر اسماءِ الٰہیہ کی عزت و ادب لازم نہ تھا، کیا یہ جھوٹی تہمت بنا کر فاروقِ اعظم کے دشمن رافضیوں کی نگاہ میں فاروقِ اعظم کو بدنام کرنیکی حماقت نہیں؟ کیا فاروقِ اعظم کی عزت پر ایسے مضطرب و مشکوک و مجہول اقوال کو رد نہیں کیا جاسکتا؟ اور ایسے بے فکرے صد جانِ فتاویٰ کو قدمِ فاروقی پر قربان نہیں کیا جاسکتا؟ اب بتائیے ایسی مضطرب روایات پر مدعیٰ علیہ کا اتنی بڑی گستاخی بے ادبی کی بنیاد رکھنا کہاں تک روا ہے۔ پھر یہ کہ رانوں پر لکھوانا تو ویسے بھی بیکار ہے کیونکہ جب جانور بیٹھے گا رانین چھپ جاتی ہیں۔ یا پھر ان پر گندی کیچڑ لگ جاتی ہے جس سے لکھائی چھپ جاتی ہے۔ آخری دلیل لکھا ہے۔ بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے۔ اَخْبَرَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ثَنَا مُنْدَلُ بْنُ عَلِیِّ الْغَنَوِیِّ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ اَبِی الْمُغِیْرَۃِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ کُنْتُ اَجْلِسُ اِلٰی اِبْنِ عَبَّاسٍ فَاَکْتُبُ فِی الصَّحِیْفَۃِ حَتّٰی تَمْتَلِیَٔ ثُمَّ اَقْلِبُ نَعْلَیَّ فَاَکْتُبُ فِیْ ظُھُوْرِھِمَا۔ (الخ) ترجمہ سعید بن جبیر نے فرمایا کہ میں ابن عباس کے طرف بیٹھا تھا پس انہوں نے کچھ لکھا ایک کاغذ میں یہاں تک کہ کاغذ بھر گیا پھر انہوں نے میری دونوں جوتیوں کو اُلٹا کیا اور دونوں جوتیوں کی پیٹھوں میں لکھا۔ یعنی تلووں پر اَنْتُل ہُم۔ اس روایت پر بحث کرنے اور جواب دینے سے پہلے اِس کی عبارت پر غور سے تین لغزشوں کا پتہ لگتا ہے ۱ لکھا ہے۔ کُنْتُ اَجْلِسُ حالانکہ کُنْتُ جَلَسْتُ۔ ماضی بعید چاہیئے ۲ اِلٰی اِبْنِ عَبَّاسٍ۔ حالانکہ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ چاہیئے۔ ۳ ظُھُوْرِھِمَا حالانکہ ظَھْرَیْھِمَا چاہئے۔ اس لیے کہ ظہور جمع ہے۔ اور دو جوتیوں کی دو پشت ہوتی ہیں نہ کہ تین چار۔ ایک سطر میں تین علمی غلطیاں یہ کس کی کوتاہ نظری

کا نتیجہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ دلیل خود مدعیٰ علیہ اور اس عبارت کی پہلی دلیل کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے کہ مدعیٰ علیہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ صرف نقشۂ نعلینِ نبی کریم پر آیتِ قرآنی لکھنی جائز۔ اصل جوتی پر نہیں۔ اگر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نامِ الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور اقدس کے نعل پر لکھی جائے، تو پسند نہ فرماتے۔ مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالتِ استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت ہے (الخ) یعنی استعمالی جوتی گندی ہوتی ہے اور تمثال ابتذال سے محفوظ۔ اس لیے مستعمل جوتی پر منع۔ تمثال (نقشہ توٹو) پر جائز۔ مگر ابن عباسؓ نے تو استعمالی جوتی پر اور وہ بھی نیچے تلوے پر مضمون لکھا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ عربی الفاظ میں ہوگا۔ اور یہ اَغلَب ہے کہ کہیں نہ کہیں اللہ کا نام ضرور آیا ہوگا یا کم از کم آخر میں اپنا نام ہی لکھا ہوگا یعنی عبد اللہ ابن عباسؓ۔ اب بتائیے جواز کا یہ سلسلہ کہاں تک دراز ہوا۔ اور کس کس کی اصل جوتی پر اَسماءِ مقدسہ لکھنے کی راہ کھل گئی۔ اب تو متبرک غیر متبرک کی بھی کوئی پابندی نہ رہی۔ جو چاہے جس کی جوتی کے نیچے چاہے آیتِ قرآن ڈالتا پھرے۔ صاحبِ عبارت نقشۂ نعلین پر اسمِ الٰہی لکھنے کے جواز کے ضمن میں ہی تو یہ دلیل پیش کر رہا ہے اور یہ دلیل کس فتاویٰ رضویہ میں لکھ ڈالی گئی جس کے ادب کی یہ شان ہے کہ اسی جلد دہم ص۲۵ پر لکھا ہے کہ نفسِ حروف قابلِ ادب ہیں اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں۔ یا بُرا نام لکھا ہو جیسے فرعون ابوجہل وغیرھما تاہم حرفوں کی تعظیم کی جائے۔ (الخ) حروفِ تہجی خود کلامُ اللہ ہیں کہ ہُود علیہ السّلام پر نازل ہوئے۔ اِدھر تو یہ ادب کہ حروف کی لکھی ایک عام تختی سے اوپر کوئی استاد اوپر نہ بیٹھے۔ بے ادبی کی شامت کا خوف۔ اور اُدھر یہ کہ ابن عباس جوتی کے تلوئے مستعملہ پر حروف و الفاظ و اَسماءِ پاک کا پورا مضموں لکھ رہے ہیں تو جواز کی دلیل بنایا جا رہا ہے۔ یہ کیا اُلٹی منطق ہے کہ دور اوپر بیٹھے تو بے ادبی، اور جوتی کے تلوے پر لکھے تو کوئی بے ادبی نہیں۔ کیا حضرت ابن عباس پر ادب فرض نہ تھا۔ ماننا پڑے گا کہ یہ سب جھوٹی روایتیں صحابہ کرام اور فتاویٰ رضویہ کو بدنام کرنے کی کوئی خفیہ سازش ہے۔ ہو سکتا ہے یہ مدعیٰ علیہ کی پیش کردہ پوری عبارت کسی مطبع خانے میں کسی دشمن کی سازش سے ہو۔ اور چھپنے کے بعد صرف مدعیٰ علیہ جیسے حُمقا کی نظر میں گزری ہو۔ ناشرین کو ابھی تک پتہ نہ چل سکا ہو یا احساس نہ کیا ہو۔

بہر کیف یہ تمام دلیلیں ناکارہ اِن پر اصرار گمراہی ۔ اور نقشۂ نعلین پر آیت یا اسمِ مقدس لکھنا
شرعاً حرام ہے ۔ سچی احادیث سے تو نہ فاروق اعظم رضؓ کا داغ فرمانا ثابت نہ حضرت ابن
عباس رضؓ کا تلوئے نعلین پر مضمون لکھنا ثابت البتہ یہ ثابت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام
طور سے توریت کی تختیاں اٹھاکر لائے اور بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی کے شرک میں
مبتلا پایا توجذباتِ غصہ سے بے انتہا مغلوب الحال ہوگئے اور اسی بے خبری بے شعوری
میں تختیاں زمین پر رکھ دیں یہ بے ادبی شریعت کی تادیب و تعزیر میں نہیں آتی مگر عتاب
میں آدھی تختیاں اسی وقت غائب ہوگئیں (واپس اٹھالی گئیں) ادب اور احترام
کلام اللہ کی تو یہ اہمیت ہے بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ باقی تختیاں حفظِ توریت
کے بعد یا کتابتِ توریت کے بعد حیاتِ موسیٰ علیہ السلام میں ہی اٹھالی گئیں تھیں بعض
نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے دن ہی دفن سے پہلے ہی اٹھالی گئیں تھیں واللہ
اعلم ۔ ان اقوال سے تابوتِ سکینہ کے بارے میں صحیح قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس
تابوت میں نہ کوئی تختی تھی نہ عصا تھا ۔ صرف چھ چیزیں تھیں ۔ جبۂ موسیٰ و دستارِ ہارون
علیہما السلام ۔ دونوں کی نعلین ۔ وہ پتھر جس سے چشمے نکلتے تھے ۔ کچھ بال و ناخن شریف
بس عصاءِ موسوی ایک قول میں وفات کے بعد غائب ہوگیا اور جنت کا درختِ طوبیٰ
اسی عصا کو بنایا گیا ۔ ایک قول میں قبر مقدس میں ساتھ ہی دفن کردیا گیا تھا واللہ اعلم
خلاصہ یہ کہ مدعیٰ علیہ کی تمام دلیلیں بیہودہ و ناکارہ ہیں ۔ تابوتِ سکینہ میں توریت کی تختیاں
نہ تھیں ورنہ تین ہاتھ لمبے تابوت میں دس گز لمبا عصا کو بھی رکھنا پڑے گا اسی طرح
باقی دلیلیں بھی گھسی پٹی و مصنوعی بناوٹی ہیں ۔ مزید حیرانی یہ کہ فتاویٰ رضویہ تقریباً
اسی ۸۰ سال سے لکھا رکھا ہے یقیناً یہ مذکورہ عبارت والا فتویٰ بھی جاری کیا گیا ہو
گا ۔ اس کی نقل بھی دو یا سہ چند کی گئی ہوں گی مگر اس پر عمل کرنے کی جرأت مدعیٰ علیہ سے
قبل کسی نے نہ دکھائی ۔ یہاں تک کہ خود امیر ملت مجدد بریلی علیہ الرحمۃ نے بھی اس طرح
کا نقشۂ نعلین نہیں چھاپا نہ ہماری نظر سے گزرا ۔ نہ کسی بزرگ نے خبر دی ۔ بلکہ حضرت
صدر الافاضل سید نعیم الدین قبلہ مرادآبادی علیہ الرحمۃ کے کتب خانہ خاص میں
ایک بہت پرانا ایک گتے پر بنا ہوا نقشۂ نعلین مبارک موجود ہے مگر بالکل
سادہ ایک بھی حرف نہیں جامعہ نعیمیہ لاہور اکرام اللہ فیوضہٗ کے در و دیوار پر

نقشۂ نعلین شریف بنا ہوا ہے مگر ایک بھی حرف نہیں کسی بھی سنی بریلوی قادری چشتی نقشبندی نے آج تک کوئی بھی ایسا گستاخانہ مظاہرہ نہ کیا۔ تو پھر مدعی علیہ صاحب کو نفسِ امارہ نے کس راہ چلایا جس نے امت میں فساد مچایا۔ خوشی اس بات کی ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ ابھی دنیا میں ایسے عوام و خواص موجود ہیں جو ایسی گمراہیوں کا راستہ روک سکیں۔ میرے پاس تحریراً و تقریراً بہت سے ایسے سوالات آئے سب کو مدنظر رکھ کر یہ جواب لکھا گیا ہے۔ نقشۂ نعلینِ پاک صرف سادہ بغیر کسی تحریر کے بنایا جائے۔ اس پر کچھ متبرکات لکھنے یا کسی کتاب دینی پر نقشہ بنانا قطعاً گناہ ہے قرآن مجید یا کتبِ احادیث کے اوپر جلد کے گئے یا سرورق ٹائیٹل پر یا دینی کتاب کے اندر کسی درمیانی صفحہ پر نقشۂ نعلین پاک ہرگز ہرگز نہ بنایا جائے۔ مدعی علیہ جیلانی صاحب کو اس حرکت سے باز آجانا چاہیئے بلکہ اللہ رسول کی خوشنودی کے لیے علی الاعلان توبہ کرنی چاہیئے۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

مفتیٔ اسلام صاحبزادہ اقتدار احمد خان ۱۰/۷/۱۹۹۴ ۔ بروز اتوار محرم ۳۰ سنہ ۱۴۱۵ھ

کتبــہ

نوٹ اس طرح کی احمقانہ گستاخانہ حرکت فساد فی الارض اس لیے ہے کہ اس سے مزید گمراہیوں کا دروازہ کھل جائے گا جس کو بند کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہوگا اور تمام کے گناہوں میں فسادِ باطل جیلانی برابر کا شریک ہوگا جیسے کہ قابیل تا قیامت ہر ظالمانہ قتل کے گناہ میں۔ ہر مرید اپنے پیر کی جوتی پر اسم اللہ اور آیتِ اللہ لکھنا شروع کر دے گا۔ اور دلائل میں اسی باطل کے قول و دلائل پیش کرنا پھرے گا۔ (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔)

ہے۔ یہاں لفظ کا اردو محاورے میں اضافت کا نہیں بلکہ نسبتی ہے جیسے کہا جاتا ہے جگری پیار، قلبی لگاؤ، ظاہری حسن باطنی محبت وغیرہ تو معنیٰ یہ ہے کہ ہمارا نبی وہ بے مثل نور ہے جو ہر ایک کو پیارا اور محبوب ہے۔ اور اگر ٹکڑا کے معنیٰ یہاں قریب کیا جائے تو ترجمہ اس طرح کیا جائے گا۔ نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی۔ وہ بے مثل نور جو ہم سے قریب ہے ہمارا نبی ہے۔ بہرحال اس شعر پر کوئی عالم اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور جہلا تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں نہ قرآن سے ٹلیں نہ حدیث سے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم۔

کتبہ

نواں فتویٰ۔

بنام حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب

السلام علیکم۔

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلے میں کہ چند دن سے پیشتر مجھ کو فتاویٰ رضوی جلدِ اول کی زیارت نصیب ہوئی جسے رضا اکیڈمی بمبئی نے شائع کیا ہے۔ اس کے پہلے صفحے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلِ اقدس کا نقش بنا ہوا دیکھا۔ اس نقش مبارک کے اندر اوپر کی طرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَبَدًا۔ اس کے تھوڑا نیچے دو حصوں میں درود پاک اور نیچے ماشاءَ اللہ لکھا ہے۔ ساتھ ہی کچھ اور عبارتیں بھی ہیں۔ بیچ میں الفقیر احمد رضا القادری۔ لکھا ہوا ہے۔ الحمد للہ اس مبارک نقش کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ مگر یہاں ایک شخص زید واویلا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس پر اللہ رسول۔ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھنا سخت بے ادبی ہے۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسا پیارا اور محبت بھرا جواب دیں اور ایسا فتویٰ تحریر فرمائیں کہ زید کو مطمئن کرنے میں مدد ملے اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ جواب مع دستخط و مہرِ عنایت فرمائیے گا۔ میں اس استفتا کے ساتھ فتاویٰ رضویہ مذکورہ مطبوعہ جلد اول کے پہلے صفحے پر دئے ہوئے نقشِ نعلِ اقدس کی فوٹو کاپی اور

جوابی لفافہ بھی بھیج رہا ہوں۔
دستخط سائل المستفتی محمد سلیم ولد عبدالحکیم کیفے سلیم لائٹ ہاؤس کراچی
۷/۱۱/۹۴ء ۷ ۱۹۹۴ء براہ کرم جلد جواب عطا فرمایا جائے۔

بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْوَهَّاب

الجواب

محترم سائل محمد سلیم صاحب۔
وعلیکم السلام ثُمَّ السَّلامُ علیکم۔
آپ کا یہ گرامی نامہ تشریف لایا۔ آپ کے جواب میں دیر اس لیے ہوتی رہی کہ جن کے نام یہ خط لکھا ہے وہ بزرگ ہستی ۱۹۷۱ء اور ۱۳۹۱ھ میں وفات پا چکے ہیں آپ کی کمزور معلومات یا تجاہلِ عارفانہ پر مجھ کو حیرت ہے کہ اتنی مشہور ہستی کی وفات شریف کا آپ کو پتہ نہ چل سکا جب کہ اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ پورے ملک کے علاوہ دیگر ممالک برطانیہ امریکہ ہندوستان، افغانستان اور عرب ممالک سے بھی تعزیت نامے آئے تھے۔ میں اسی سوچ میں رہا کہ کیا میں آپ کے اس استفتا کا جواب دوں یا نہ دوں۔ آج میں خود اپنے قلم سے جواب دے رہا ہوں تاکہ آپ کو انتظار کی زحمت مزید نہ اٹھانی پڑے آپ نے اس سوال نامے میں جو فتویٰ طلب فرمایا ہے وہ مکمل و مدلل کچھ عرصہ پہلے کسی اور مستفتی شخص کے جواب میں لکھا جا چکا ہے اور اس کی نقول مدعی و مدعیٰ علیہ کو بھیجدی گئی ہیں ہم نے مدعیٰ علیہ سے توبہ و رجوع کا مطالبہ کیا ہے جس کا انتظار ہے۔ اگر مدعیٰ علیہ تحریری توبہ نامہ شائع کر دے گا تو شاید یہ فتویٰ ہم شائع نہ کریں کیونکہ مقصود صرف ہدایت و اصلاح ہے نہ کہ تشہیر۔ وہ فتویٰ رجسٹر سائز پر قلمی مسودہ تقریباً تینتالیس ۴۳ صفحات میں ہے۔ آپ کے اس سوال نامے کا جواب اس طرح ہے کہ آپ نے اپنے خط میں پانچ باتیں لکھی ہیں (۱) زید واویلا کرتا ہے (۲) نعل اقدس (۳) میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں (۴) ایسا پیارا فتویٰ دیں کہ زید کو مطمئن کرنے میں مدد

ملے ۵ نقشہ فتاوی رضویہ جلد اوّل کے پہلے صفحہ پر ہے (گویا کہ یہ آپ کی دلیلِ جواز ہے) اس کے علاوہ آپ کے اِس خط میں ایک شرعی غلطی ہے وہ یہ کہ آپ نے لکھا ہے۔ اللہ و رسول عزّ وجلّ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ شرعاً اس طرح لکھنا منع ہے۔ شرعی اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اقدس کے ساتھ ہی تعالیٰ و عزوجل لکھا جائے۔ فاصلہ کرنا کسی دوسرے کے نام سے ممنوع ہے یہی حکم درود پاک کا ہے۔ آپ کے اس خط میں دیگر باتوں کے جوابات اِس طرح ہیں۔ آپ نے لکھا ہے، نقشِ نعلِ اقدس۔ خیال رہے کہ نعلِ پاک اور نعلین شریف کو اقدس اور مقدس کہنا منع ہے۔ صرف پاک یا مبارک یا شریف کہنا چاہیئے۔ اقدس کہنا قرآن مجید کے فرمان کے خلاف ہے اور آقاءِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم نے اصل نعلین موسیٰ علیہ السلام کو اُتروا دیا اور وادی کو مقدس فرمایا نہ کہ نعلین پاک کو۔ اِس آیتِ پاک نے اِشارۃً فرمایا کہ کسی کی جوتی کو اقدس نہ کہا جائے اگرچہ وہ جوتی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی ہو یا آقا حبیبُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو۔ ہاں البتہ قدمِ اقدس کی نسبت سے نعلین یا نقشۂ نعلین کو پاک طیب مبارک اور شریف کہا جائے گا اور ادبِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس لیے کہ جب آقاءِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور اقدس اور رسولِ مُقدس کہا جائے گا تو آپ کی نعلین پاک کو وہی لقب دینا برابری پیدا کر کے گستاخی کا ارتکاب کرنا ہے۔ شریعت میں تو یہ بھی جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے القاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی علیہ السلام کو دئے جائیں تو ادنیٰ سی عقل والا بھی سمجھ جاتا ہے کہ ایک عام آدمی کے ہاتھ کی بنائی ہوئی جوتی عام سے چمڑے کی بنی ہوئی کو نبوت کے القاب کس طرح دئے جا سکتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ لوگوں کی عقل کہاں چلی گئی ہے، یہ اندھی عقیدت ایمان نہیں حماقت یا ضلالت ہے آپ نے دوسری بات لکھ دی کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ آپ کے اس جملے میں سوال یہ ہے کہ کس چیز سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اگر فقط نقشۂ نعلین پاک سے

ٹھنڈی ہوتی ہیں تو آپ کے روشن ایمان کی نشانی اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اور اگر جوتی شریف پر اللہ تعالیٰ کا نام۔ قرآنِ مجید کی آیتِ کریمہ لکھنے سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں تو یہ آپ پر شیطان کا غلبہ ہے اور تلبیسِ ابلیس ہے۔ جلد از جلد اِس وسوسۂ شیطانی سے آپ کو توبہ کرنی چاہیئے۔ اِس ملعون نے بڑے بڑوں کا بیڑہ غرق کر دیا ہے یہ ازلی دشمن کسی سے نہیں ٹلتا۔ اللہ تعالیٰ میرے سب سنی بھائیوں کو ابلیسِ لعین ورجیم کے اِن خفیہ حملوں سے بچائے۔ موجودہ دور میں یہ خبیث ابلیس ہمارے پیروں مولویوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ کسی سے کالا خضاب جائز کروا رہا ہے۔ کسی سے داڑھی مبارک کی حدِ شرعی چار انگلی سے کم کروا رہا ہے۔ اور سنتِ موکدہ نبویہ کی توہین کروا کر اِن علاموں اور خطیبوں کو قوم کا لیڈر بنا کر پیشوائے جہنم کروا رہا ہے۔ کسی سے نقشۂ نعلین پاک پر گستاخی الٰہی توہینِ قرآنِ عظیم کروا کر تمام خدماتِ اسلامی کو برباد کروا رہا ہے۔ کہیں جھوٹی خوابوں پر اُکسا کر لیڈری چمکا رہا ہے۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔ آپ نے تیسری بات یہ لکھی کہ۔ نقش نعلین پر آیت قرآنی اور درود شریف اللہ کا نام لکھنے پر زید واویلا کرتا ہے۔

جواب۔ زید کا واویلا درست ہے۔ یہ زید کی آوازِ حق بلند کرنا ہے اور آپ جیسے نرغے میں آئے ہوؤں کو سچی ایمانی راہ دکھاتا ہے۔ بلکہ اِس آوازِ حق کو واویلا کہنا بھی شیطانی افترا ہے۔ زید باادب معلوم ہوتا ہے یہ اس کے ادب کی نشانی ہے آپ نے چوتھی بات یہ لکھی کہ ایسا پیارا اور محبت بھرا فتویٰ دیں کہ جس سے زید کو مطمئن کرنے میں مدد ملے۔ جواب پیار و محبت بہت قسم کا ہوتا ہے۔ غلط بھی صحیح بھی۔ بگاڑنے والا بھی سنوارنے والا بھی۔ مجازی بھی حقیقی بھی عارضی بھی۔ سچا صحیح حقیقی دائمی پیار و محبت حق اور سچ میں ہے اگرچہ کسی کو کڑوا لگے۔ تندرست آدمی کے لیے پیار و محبت یہ ہے کہ اُس کو مٹھائی کھلائی جائے۔ لیکن بیمار آدمی کے ساتھ پیار و محبت یہ ہے کہ اُس کو کڑوی دوائی اور دوائی کا ٹیکہ لگایا جائے۔ اندھی عقیدت اور جھوٹی تقلید تو زہر قاتل ہے۔ سچا حقیقی اور ایمانی محبت اسلامی پیار والا فتویٰ یہی ہے کہ نعلینِ پاک

کے نقشۂ مبارک پر کسی آیتِ کریمہ یا بسم اللہ شریف یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھنا اشد حرام ہے کیونکہ گستاخی اور ایمان سوز بے ادبی ہے۔ زید کا مسلک اور قول درست اور حکمِ قرآنی کے مطابق ہے۔ صرف خالی نقشۂ نعلین پاک بنانا چاہیئے۔ آپ نے پانچویں بات یہ لکھی کہ۔ رضا اکیڈمی بمبئی کے چھپے ہوئے فتاوی رضویہ کے ٹائٹل (پہلے صفحہ) پر چھپے ہوئے نقشۂ نعلین پاک میں اللہ کا نام۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ مَاشَاءَ اللہ درود شریف۔ آیتِ قرآن لکھی ہے۔ جواب غالبًا آپ لوگوں کے نزدیک یہ ٹائٹل اس طرح جوتی کے نقشے پر لکھنے کے جواز پر دلیل ہو۔ میں کہتا ہوں اگر اسی طرح کی دشمنی حرکتوں سے آپ لوگ دلیلیں بنی شروع کر دو گے تو پھر دشمن کے لیے آپ کو پاگل بنانا اور گمراہ کرنا بڑا ہی آسان ہو جائے گا۔ دشمن اس طرح کی مکاریاں بہت عرصے سے دکھاتا چلا آرہا ہے۔ یہودیوں کی انہی پُرفریب مکاریوں نے آج تک عیسائیوں کو پاگل بنایا ہوا ہے۔ پہلے دعوی کیا کہ ہم نے عیسٰی یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا جب عیسائیوں کے انتقام کا خوف ہوا تو کفارے کا مسئلہ بنا کر اُسی صلیب کے ذریعے تمام دنیا کے عیسائیوں کو مشرک بنایا گیا، پھر کفارے کے فائدے سمجھاتے ہوئے تمام عیسائیوں کو بے عمل بلکہ بدعمل بنایا گیا اور شریعت کو لعنت کہلایا گیا۔ یعنی مسیح ابنُ اللہ نے خود مصلوب ہو کر اگلے پچھلے تمام عیسائیوں کا کفارہ دے دیا اور آئندہ سب کو شریعت کی لعنت (مصیبت) سے چھڑا لیا۔ اور آج تک تمام دنیا بھر کے عیسائی یہود یانہ مکر کے شکار بن کر اپنی آخرت تباہ کئے ہوئے ہیں۔ اور حماقت کی انتہا یہ کہ خود اپنی بائبلوں انجیلوں میں لکھتے پڑھتے سنتے بھی ہیں کہ یسوع مسیح یہودی قاتلوں وشمنوں ڈھونڈنے والوں سے چھپتے پھرتے تھے۔ روتے تھے۔ اِیْلِیْ اِیْلِیْ لِمَا شَبَقْتَنِیْ کہتے تھے۔ ترجمہ۔ اے اللہ۔ اے اللہ کیوں چھوڑ دیا تو نے مجھ کو۔ ان ظالموں ہیں۔ مگر دشمنوں نے پھر بھی پکڑ پکڑا کر صلیب چڑھا دیا۔ دمتی کی انجیل باب ۲۷ آیت ۴۶ ص ۳۳) کوئی پوچھے اِن حمقا سے کہ جو صلیب سے چھپتا پھرے جس کو پکڑ کر تلاش کر کے صلیب چڑھایا جائے کیا اُس نے کفارہ دیا ہے

اور کیا اس طرح کے جبری قتل کو کفارہ کہا جا سکتا ہے۔ مگر عیسائی ان مکاریوں پر غور ہی نہیں کرتے اور پاگل بنتے ہوئے ہیں ہم مسلمان عیسائیوں کی ان بیوقوفیوں پر ہنستے ہیں۔ لیکن میرے مسلمان بھائیوں کو اب کیا ہو گیا ہے کہ جو عیار دشمن کے عیارانہ نرغے میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ نامعلوم کس عیار دشمن نے بمبئی میں دشمن اکیڈمی کھولی اور نام رضا اکیڈمی رکھ کر ناجائز مفاد حاصل کیا۔ ٹائٹل پر گستاخانہ طریقے سے نقشۂ نعلین پاک چھاپ کر دشمنوں کو اعلحضرت کے خلاف بولنے کا موقعہ فراہم کیا۔ اگر اسی طرح کے کمزور اور احمقانہ دلائل کا سہارا لیا جائے تو پھر اعلحضرت کی حدائق بخشش حصہ سوم میں اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چند اشعار میں سخت ترین توہین و گستاخی بے ادبی کر نیکی غرض سے یہ اشعار ملاوٹ کئے اور بعد میں خود ہی اچھالا کہ دیکھو سنیوں کے اعلحضرت نے کیا لکھدیا۔ یہ بھی دشمن اکیڈمی نے کیا اور وہ بھی سوم یہ کہ اعلحضرت ہی کی کتاب ملفوظات حصہ چہارم مطبوعہ فرید بک سٹال ص۳۶۱ پر ایک آیت کریمہ کو غلط لکھا ہے۔ خَتَمَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ حالانکہ اصل آیت۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ ہے ملفوظات میں آیت غلط چھاپی گئی ہے اور اب تک چھپتی ہی چلی آ رہی ہے کسی کو اس کا ہوش نہیں اس کا قہر بروزِ قیامت کس پر پڑے گا؟ یا پھر اگر کوئی زید واویلا کرے تو پیار بھرے فتوے ڈھونڈے جاتے ہیں۔ یہ وہ چھوٹی چھوٹی دشمنوں کی عیارانہ ملاوٹیں ہیں جس نے نادان عقیدت مندوں کو پاگل بنا یا ہوا ہے اور خود اُن ہی دشمنوں نے اعلحضرت کے خلاف زبان درازی کرنے کا موقعہ نکالا ہوا ہے۔ اور آپ لوگ ہیں کہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اعلحضرت کی کتاب میں یہ لکھا گیا ہے۔ بس دل و جان سے فدا ہیں اگر کوئی واویلا کر کے سچی بات سمجھانا چاہتا ہے تو اُس کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ مگر دشمنِ عیار کی چالوں کو نہیں سمجھتے اسی طرح اعلحضرت کی کتاب احکام شریعت میں بہت سے غلط مسائل چھپ گئے اور ملفوظات کے بعض مسائل کی تردید تو خود اعلحضرت کے چھوٹے فرزند مفتیٔ اعظم ھند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کو فرمانی پڑی۔ اب بتائیے کہ کیا یہ غلطیاں صرف اس لیے مان لی جائیں کہ اعلیٰحضرت کی کتابوں میں چھپی ہیں یا چھاپ دی گئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان اکیڈمیوں نے اپنی حماقتوں سے کئی ایسے غلط کام بھی کئے ہیں جس سے اعلیٰحضرت کی بدنامی ہوتی ہے حالانکہ اعلیٰحضرت بریلوی کی ذاتِ طیبہ طاہرہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلیٰحضرت بریلوی نے جو نقشۂ نعلین پاک تخریج لکھکر فرمایا تھا اس پر کچھ نہیں لکھا بالکل خالی ہے۔ جس کی زیارت کرنے والے اب بھی بہت سے بزرگ موجود ہیں مگر آپ لوگوں کو پھر بھی لکھنے اور لکھ کر بے ادبی کا ارتکاب کرتے پر اصرار ہے۔ کراچی کے ایک بزرگ نے تو اس شرانگیز ایمان سوز حرکت کے جواز پر ٹو کرا بھر کر اپنے حق میں تین تین سطری فتوے بھی حاصل کر لیے اور ان مولویوں اور صاحب زادوں نے جن کی عمر تعویذ لکھنے میں گزری تعویذ چھوڑ کر محض ان بزرگ کو خوش کرنے کے لیے فتویٰ نویسی میں لگ پڑے اور اسلام کی اس سپریم کوٹ عدالت کے وقار و مرتبے کے حقوق کا بھی خیال نہ رکھا۔ ان شہزادوں کو یہ معلوم ہی نہیں کے فتویٰ نویسی کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ نہ روایت کا پتہ نہ درایت کا شعور نہ استنباط کا ملکہ نہ سباق کا حافظہ نہ سیاق کی بصیرت نہ تخریج کی علمیت نہ تصحیح کی فہمیت نہ تحقیق کی محنت نہ تفتیش کی عادت اور شوق ہے مفتی فلاں کہلانے کا یہ فتوے یا تو خوشامدانہ لکھوائے گئے ہیں یا چاپلوسانہ لکھے گئے ہیں، ہمارا یہ اندازہ ان کمزور بے دلیل گھسی گھسائی تحریر اور غیر مفتیوں کی قلم زنی سے ہے۔ ورنہ اہلِ فتویٰ حضرات اس طرح جلد بازی اور وَجَدْنَا آبَائَنَا کا مظاہرہ نہیں کیا کرتے یہ اس زمانے قربِ قیامت میں عجیب اور خطرناک شوق پیدا ہو گیا ہے کہ ہر جاہل تبلیغیہ بنا پھرتا ہے۔ اور ہر کسلمند مفتی۔ تَعَالَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔

۹/۱۱/۹۶

کتمـــه